



كَلَّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى (پارہ ۲۷ سورہ حدید)

اللہ تعالیٰ کا تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ ہے۔

اَصْحَابِی کَالنُّجُوم بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ (حدیث)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جسکی پیروی کروگے، ہدایت پاجاؤگے۔

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار رضی اللہ عنہم

شعبہ نشرواشاعت

اہلسنت و جماعت پپلاں ضلع میانوالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كَلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پارہ ۲۷ سورہ حدید)

اللہ تعالیٰ کا تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ ہے۔

اَصْحَابِی کَنُجُومِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (حدیث)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جسکی پیروی کروگے، ہدایت پا جاؤ گے۔

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

جانثار رضی اللہ عنہم

شعبہ نشر و اشاعت

اہلسنت و جماعت پپلاں ضلع میانوالی

انتساب

اُن نفوس قدسیہ کے نام جنکی تعریف قرآن وحدیث میں موجود ہے۔
بعض کج فطرت دریدہ دھن اُن نفوس قدسیہ کے متعلق جھوٹے قصے
کہانیاں گھڑ کر اُن کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
اس تالیف میں انہی نفوس قدسیہ کا دفاع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش
کو قبول فرما کر سرمایۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عظمت وشانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

۱۔ پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۰

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

ترجمہ: سب سے آگے سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی عمدگی سے راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے اور راضی ہو گئے وہ اُس سے اور تیار کر رکھے ہیں اُن کے لئے باغات بہتی ہیں اُن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے اُن میں ابد تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۲۔ پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت نمبر ۱۰

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى۔

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

۳۔ پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت نمبر ۱۰

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

۴۔ پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت نمبر ۱۸

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ٥ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا۔

ترجمہ: یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اُن مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے۔ آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اُتارا اُس نے اطمینان کو اُن پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی و بہت سی نعمتیں بھی عطا کیں جن کو وہ عنقریب حاصل کریں گے اور اللہ سب سے زبردست بڑا دانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا جنہیں تم اپنے وقت پر حاصل کرو گے۔ (اس آیت طیبہ میں فتح خیبر کی خوشخبری ہے)

نوٹ۔ صحابہ کرام کی شان میں قرآن پاک کی سینکڑوں آیات ہیں میں نے صرف بطور نمونہ چار آیات ذکر کی ہیں۔

اب چند احادیث ذکر کرتا ہوں۔

بخاری شریف باب المناقب حدیث نمبر ۳۸۴ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا میں رہے یا رب تعالیٰ کے پاس چلا جائے تو اُس بندے نے رب تعالیٰ کے پاس جانا پسند کیا یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ صحابہ کرام حیران ہوئے کہ یہ کیوں رو رہا ہے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر سے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا وہ خود اللہ کا رسول ہے۔ رسول اکرم ﷺ اپنی جدائی کی خبر دے رہے تھے۔ اُن کی جدائی کے تصور سے میں رویا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم پر واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر ہم میں سے سے زیادہ علم والے ہیں۔ اس کے بعد رسول پاک ﷺ نے فرمایا بے شک اپنی صحبت اور اپنے مال سے سب سے زیادہ احسان مجھ پر ابو بکر نے کیا اگر میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو بے شک وہ ابو بکر ہوتے لیکن اسلامی اخوت اور دوستی کا رشتہ تو موجود ہے۔ آئندہ مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے سوائے دروازہ ابو بکر کے

حدیث نمبر ۸۵۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کے مبارک زمانہ میں جب ہم صحابہ کرام کے درمیان کسی کو ترجیح دیتے تو سب پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیا کرتے پھر حضرت عمر بن خطاب پھر حضرت عثمان بن عفان کو (رضی اللہ عنہم)

حدیث نمبر ۸۵۹۔ ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں دوبارہ آؤں اور اگر آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ (اُسکی مراد آپ کا وصال پاک تھا) آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو نہ پاؤ تو ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہو جانا۔

امام بخاری نے ۳۸۵ نمبر باب باندھا ہے۔ فضل اُبی بکر بعد النبی ﷺ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں

حدیث نمبر ۸۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر مین اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔

حدیث نمبر ۸۵۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ بکثرت جمع ہو کر جہاد کریں گے۔ تو اُن سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رسول ﷺ کی صحبت میں رہا ہو۔ پس لوگ کہیں گے کہ ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کثیر تعداد میں جمع ہو کر جہاد کریں گے اُن سے دریافت کیا جائے گا کیا کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پائی ہو وہ جواب دیں گے ہاں۔ اُس لشکر کو فتح حاصل ہو گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بڑی تعداد جمع ہو کر جہاد کریں گے تو اُن سے پوچھا جائے گا کیا اُن میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت سے مشرف ہونے والوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو۔ لوگ اثبات میں جواب دیں گے تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

حدیث نمبر ۸۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہ کرام) پھر جو اُن کے بعد ہونگے (تابعین) پھر جو اُن کے بعد ہونگے (تبع تابعین)

نوٹ۔ یہاں تین زمانہ کے لوگوں کو اچھا کہا گیا۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کا زمانہ مراد یہاں اکثریت ہے۔ ورنہ قوم میں کچھ لوگ فاسق فاجر بھی ہوتے ہیں۔ اُن کا فسق وفجور اکثریت کو نقصان نہیں دیتا۔

درج بالا دونوں احادیث کی روشنی میں تاریخ شہادت دے رہی ہے کہ صحابہ کرام نے ایران وروم کی سلطنتوں کو تباہ و برباد کر کے وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

قرآن پاک میں رب تعالیٰ کا وعدہ بھی تھا۔ **وعداللہ الدین آمنو منکم وعملو الصالحاث یستخلفنهم فی الارض۔**

جو لوگ تم میں مومن اور نیک ہیں اللہ تعالیٰ کا اُن سے وعدہ ہے اُن کو ضرور ضرور زمین میں خلافت عطا کریگا۔

جن کو خلافت عطا کی گئی قرآن پاک اُن کو مومن اور نیک کہہ رہا ہے۔ عبداللہ بن سبا یہودی کہتا ہے کہ نہیں جی وہ تو کافر تھے۔ مسلمان صرف تین تھے۔ مقداد، ابوذر، سلمان خالق کائنات کی بات مانی جائے گی یا اُس یہودی کی جو صحابہ کرام کی شان وعظمت کا انکار کر رہا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷۰۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ اگر تم اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرو تو وہ اُن کے ایک مد یا نصف مد کے ثواب تک بھی نہ پہنچے گا۔ (مد کا وزن تقریباً ایک سیر ہے)

حدیث نمبر ۸۶۸۔ حضرت محمد بن حنفیہ نے اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے۔ فرمایا ابوبکر میں نے پوچھا پھر کون ہیں فرمایا۔ عمر ہیں میں ڈرا کہ تیسرا نام حضرت عثمان کا لیں گے تو میں نے کہا پھر آپ ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔

حدیث نمبر ۸۶۲۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے غزوہ ذات السلاسل کا امیر لشکر بنا کر بھیجا جب میں واپس آیا تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا آدمیوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے۔

فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ فرمایا اُن کے والد ابوبکر کے ساتھ میں نے عرض کیا پھر اُن کے بعد فرمایا عمر بن خطاب کے ساتھ اور ان کے بعد چند دوسرے حضرات کے نام ہیں۔

حدیث نمبر ۸۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنے ریوڑ میں تھا کہ بھیڑئے نے حملہ کر دیا اور ایک بکری کو پکڑ کر لے گیا۔ چرواہے نے بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اس چیر پھاڑ کے دن ان کا محافظ کون ہوگا۔ جس روز میرے سوا ان کا چرواہا اور کوئی نہ ہوگا اسی طرح ایک شخص بیل کو ہانک کرلے جا رہا تھا کہ پھر اس پر سوار ہوگیا۔ بیل نے اُسے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے اس لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں تو کھیتی

باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں ۔لوگوں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ان واقعات کی صحت پر میں یقین رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی یقین رکھتے ہیں۔(راوی کہتا ہے اُس وقت اُس محفل میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے)

حدیث نمبر ۸۶۶۔حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے تو اُسے جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔جو مجاہد ہے اُسے جہاد والے دروازے سے جو خیرات کرتا ہے اُسے خیرات والے دروازے سے روزہ دار کو باب ریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا اُسے تو خدشہ ہی کیا؟ پھر عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں اے ابوبکر مجھے اُمید ہے کہ تم ایسے لوگوں میں سے ہو۔

حدیث نمبر ۸۷۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان ایک روز احد پہاڑ پر چڑھے ان کے باعث اُسے وجد آ گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُحد ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حدیث نمبر ۸۷۱۔یہ حدیث طویل ہے اس کا خلاص پیش خدمت ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام بیئر اریس کی منڈیر پر تشریف فرما تھے۔میں دربان بن کر بیٹھ گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا انہیں جنت کی بشارت دو اور اندر آنے دو پھر حضرت عمر آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا عمر کو جنت کی بشارت دو اور اندر آنے دو۔حضرت عثمان آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عثمان کو جنت کی بشارت دو اور انہیں اندر آنے دو۔انہیں ایک مصیبت بھی پہنچے گی۔

مشکوۃ شریف فضائل ابوبکر صدیق الفصل الثالث میں یہ ہے۔

(۱) رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پر ان کے احسان ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اس کا بدلہ عطا کرے گا۔

(۲) حضور علیہ السلام نے ابوبکر کو فرمایا تم غار میں میرے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر میرے ساتھی ہو۔

(۳) حضور علیہ السلام نے فرمایا! جس قوم میں ابوبکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ اُن کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اور کرائے۔

(۴) غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان اُٹھا لائے۔حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کیا چھوڑ آئے،عرض کیا اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔گھر والوں کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

(۵) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جبرائیل امین نے مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمت داخل ہوگی۔ پھر فرمایا اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔

(۶) فضائل عمر بن خطاب میں احادیث: حضور علیہ السلام نے فرمایا! خدا کی قسم جس راستے پر عمر جا رہا ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ (۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا! میں نے جنت میں عمر فاروق کا محل دیکھا۔

(۸) حضور علیہ السلام نے فرمایا! خواب میں ہمیں دودھ پیش کیا گیا ہم نے پیا جسکی سیرابی اپنے ناخنوں میں دیکھی پھر بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اسکی تعبیر کیا ہے۔ فرمایا۔ علم

(۹) حضور علیہ السلام نے فرمایا! میں نے خواب میں کنواں دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے جیسا اللہ نے چاہا نکالا۔ پھر ابو قحافہ کے فرزند نے لیا اُس نے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے نکالنے میں ضعف تھا پھر وہ عمر بن خطاب نے لیا وہ ایک بڑا ڈول بن گیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہ دیکھا جو عمر کی طرح نکالتا ہو۔ یہاں تک سارے لوگوں کو سیراب کر دیا۔

(نوٹ۔ اس حدیث میں عمر فاروق کی خلافت کی مضبوطی کی طرف اشارہ ہے)

(۱۰) حضور علیہ السلام نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ۔

باب مناقب عمرؓ حضور علیہ السلام نے فرمایا! پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے۔ میری اُمت میں وہ محدث عمر ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں جنت میں گیا وہاں ایک محل دیکھا جہاں ایک حور موجود تھی۔ میں نے پوچھا کسی کا محل ہے کہا گیا یہ محل عمر کا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا خواب میں دیکھا لوگ اُن پر پیش کئے گئے اُن کی قمیض چھوٹی تھیں عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا اُن کی قمیض لمبی تھی جس کو وہ کھینچ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ فرمایا دین۔ اس حدیث سے مراد ہے کہ حضرت عمر کامل دین والے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ پیش کیا گیا میں نے پیا پھر عمر بن خطاب کو دیا۔ عرض کیا گیا اسکی تعبیر کیا ہے۔ فرمایا علم۔ اس حدیث سے مراد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کامل علم والے تھے۔

حضور علیہ السلام نے عمر فاروق کے ایمان لانے کے لئے دُعا کی تھی۔ اللھم اعز الاسلام بعمر بن خطاب اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کی عزت عطا کر حضور علیہ السلام نے ایک دن دُعا مانگی دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔

اس حدیث کے پیش نظر میرا تبصرہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کامل علم کامل دین والے۔ متقی عادل جنتی صحابی ہیں۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات میں ذرا نقص ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس دُعا کو قبول نہ کرتا۔ جیسا کہ شیعہ نے جھوٹی ظلم کی داستانیں گھڑلی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مارا پیٹا اُن کے گھر کو جلایا ایسی جھوٹی روایات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے۔

(۱۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد سلسلہ نبوت جاری رہتا تو میرے بعد عمر نبی ہوتا۔

(۱۳) حضرت عمر نے کہا میں نے تین مقام میں اپنے رب کی موافقت کی وافقت ربی ثلاث فی مقام ابراہیم وفی الحجاب وفی اساری بدر۔ (حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کو ہم جائے نماز بنالیں۔ قرآن پاک اسی طرح نازل ہوا۔ زواج مطہرات کے پردے کی رائے پیش کی تو قرآن پاک اسی طرح نازل ہوا۔ بدر کی قیدیوں کے بارے میں جو رائے عمر نے دی قرآن اُسی طرح نازل ہوا۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور آپ چارپائی پر تھے اور لوگ اُن کے ارد گرد جمع تھے کسی شخص نے میرے کندھے پر کہنی رکھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکثر سنتا تھا کہ ابوبکر و عمر وہاں تھے۔ میں نے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا میں اور ابوبکر عمر رضی اللہ عنہ چلے۔ میں اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکر و عمر نکلے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو یہ بات کہنے والے حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(۱۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر و عمر سیدا کھول الجنتہ من الاولین والآخریں الا النبین ولمرسلین۔

(خلاصہ حدیث) رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء کے بغیر جو بوڑھے لوگ دنیا میں فوت ہوں گے اور وہ جنت میں جائیں گے۔ اُن کے سردار عمر ابوبکر و عمر ہوں گے (جنت میں سب کو جواں کر دیا جائے گا)۔

(۱۶) حضرت انس سے روایت ہے جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر اور عمر کے کوئی اپنا سر نہ اُٹھاتا یہ دونوں حضرات حضور علیہ السلام کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔ حضور علیہ السلام بھی انہیں دیکھ کر مسکراتے تھے۔

(۱۷) حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے خواب بیان کیا کہ آسمان سے ایک ترازو اُتارا گیا اُس پر آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو آپ وزن میں بڑھ گئے پھر ابوبکر و عمر کو تولا گیا ابوبکر وزنی رہے پھر عمر و عثمان کو تولا گیا تو عمر وزنی رہے پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ حضور علیہ السلام کو یہ خواب گراں گزرا اور فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافتیں ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک دے دیگا۔

(۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات حضور علیہ السلام کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں نے عرض کیا کس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا عمر کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہیں۔ میں نے عرض کیا

ابوبکر کی نیکیاں؟ فرمایا عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے حجرہ مبارک میں بے تکلف لیٹے ہوئے تھے پنڈیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس طرح لیٹے رہے عمر فاروق آئے تو اسی طرح آرام فرمارہے۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو حضور علیہ السلام اُٹھ بیٹھے اور اپنے کپڑے ٹھیک کر لئے۔ جب یہ حضرات چلے گئے تو میں نے اُٹھ کر بیٹھنے اور کپڑے ٹھیک کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اُس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اگر میں اسی طرح بے تکلف لیٹا رہتا تو عثمان غنی اپنی درخواست پیش نہ کر سکتے۔

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْق وَرَفِیْقِی یعنی فی الجنتہ عثمان ہر نبی کا ایک رفیق ہے۔ میرا جنت میں رفیق عثمان ہے۔

(۳) حضرت عبدالرحمن بن خباب سے روایت ہے غزوہ تبوک کے لئے حضور علیہ السلام نے چندہ کی اپیل کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا سواونٹ کمبل و پالان سمیت میری طرف سے۔ حضور علیہ السلام نے پھر ترغیب دلائی پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا میرے ذمہ دوسواونٹ مع ان کے کمبل و پالاں پھر حضور علیہ السلام نے ترغیب دلائی پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا میرے ذمہ تین سواونٹ مع کمبل و پالان۔

حضور علیہ السلام نے منبر سے اُترتے ہوئے دوبار یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں۔

(۴) حضرت عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت کہ غزوہ تبوک کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہزار اشرفیاں لائے اور حضور علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیں۔ حضور علیہ السلام اُن اشرفیوں کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرمارہے تھے آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت: بیعت رضوان کے موقع پر فرمایا کہ عثمان اللہ اور اُس کے رسول کے کام کے لئے گیا ہے اپنا ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر رکھا اور فرمایا میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔

(۶) حضرت ثمامہ راوی کہ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور اُن کو باہر نکلنے نہیں دیتے تھے تو اپنے بالاخانہ سے جھانک کر اُن سے خطاب کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بئر رومہ کے سوا میٹھا پانی نہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو جنت کی نعمت کے بدلے اس بئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے۔ میں نے اپنے ذاتی خرچ سے خرید کر وقف کیا آج تم مجھے اُس کا پانی مجھ تک پہنچنے نہیں دیتے بلوائیوں نے کہا جو تم نے کہا درست ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو اللہ واسلام کی قسم دیتا ہوں۔ اور اس بات کو تم

جانتے ہو کہ ایک دن حضور علیہ السلام کے ساتھ ابوبکر و عمر اور میں مکہ کے پہاڑ شبیر پہ تھے۔ پہاڑی میں حرکت ہوئی تو حضور علیہ السلام نے پہاڑ کو فرمایا۔ اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر اللہ کا نبی ہے اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا درست کہ رہے ہو حضرت عثمان نے کہا اللہ اکبر گواہ ہو جاؤ رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں اور یہ جملہ تین بار کہا۔

(۷) مرہ بن کعب سے روایت۔ حضور علیہ السلام نے فتنوں کا ذکر کیا تو وہاں ایک شخص چادر اوڑھے گزرا حضور علیہ السلام نے فرمایا فتنے کے دن یہ شخص حق پر ہوگا۔ مرہ بن کعب کہتے ہیں میں نے اُٹھ کر اُس شخص کی چادر ہٹائی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص فرمایا ہاں یہی شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔

(۸) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عثمان ممکن ہے اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیض پہنائے اگر لوگ تم سے وہ قمیض اُتارنا چاہیں تو تم اُن کی وجہ سے اُس قمیض کو مت اُتارنا۔ (مراد اس قمیض سے خلافت ہے)

مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(۱) حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا۔ اور سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ مومن تجھ سے محبت کریگا اور منافق تجھ سے بغض رکھے گا۔

(۳) غزوہ خیبر کے موقع پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کل میں جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور سول سے محبت رکھتا ہے۔ اور وہ خدا اور سول اُس سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ دوسرے دن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔

(۴) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کا دوست ہے۔

(۵) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علی تم دُنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(۶) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اُس کا دروازہ ہے۔

(۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علی تیری مثال عیسیٰ بن مریم جیسی ہے۔ یہودیوں نے اُن سے بغض رکھا اور ان کی والدہ کو تہمت لگائی عیسائیوں نے محبت کی یہاں تک اُن کو اُس درجہ تک پہنچا دیا جو درجہ اُن کا نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو شخص میرے بارے میں ہلاک ہو جائیں گے۔ میری محبت میں غلو کرنے والا اور مجھ سے بغض رکھنے والا۔ خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہا اور حضرت علی سے جنگ کی۔ شیعوں نے حضرت سے محبت کا دعویٰ اور اُن کا مقام انبیاء سے بڑھا دیا اور آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ میں برابر کر دیا۔

عبداللہ بن سبا یہودی نے سب سے پہلے یہ عقیدہ گھڑا کہ خلافت کا حقدار صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔ پہلے خلفاء غاصب ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔

(۸) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جس کا میں دوست ہوں۔ علی اُس کا دوست ہے۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

اے اللہ اُس شخص سے دوستی رکھ جو علی رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھے۔ اُس شخص سے دشمنی رکھ جو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سخت بیمار ہو گیا تو حضور علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ علی کو شفا دے اور صحت عطا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مجھے وہ بیماری نہ ہوئی۔

اصحاب عشرہ مبشرہ کے فضائل

(۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر فی الجنتہ وعمر فی الجنتہ وعثمان فی الجنتہ وابوعبیدہ بن جراح فی الجنتہ وطلحہ فی الجنتہ والزبیر فی الجنتہ۔

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ ابُوبَکْرٍ وَاشدُّھُمْ فِیْ اَمْرِاللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُبن ثَابت۔ وَاَقْرأھُمْ اُبَیُّ اِبْن کَعْبٍ وَاَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذِبْنِ جَبَلْ وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوعُبَیْدَۃُ ابْنُ الْجَرَّاحِ وَاَقْضَاھُمْ عَلِی۔

خلاصہ حدیث: میری اُمت میں میری اُمت پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں۔ اوران میں سب سے سچے حیا والے عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ زیادہ وراثت کا علم جاننے والے زید بن ثابت ہیں۔ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ حرام حلال زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ ہر اُمت میں ایک امین ہوتا ہے اس اُمت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔ سب سے بڑے قاضی علی المرضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۳) حضور علیہ السلام نے غزوہ اُحد کے دن فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرلی اور جس نے زمین پر چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا ہو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جنت میں میرے پڑوسی طلحہ اور زبیر ہیں غزوہ اُحد میں سعد بن ابی وقاص کو فرمایا۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلا اور یہ بھی فرمایا سعد میرے ماموں ہیں کسی کا اس جیسا ماموں ہے تو مجھے دکھاؤ۔ یہ بھی فرمایا ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں۔ میرا مخلص دوست زبیر ہے۔

نوٹ۔ حضرت زید بن حارثہ کا نام قرآن پاک میں ہے کسی اور صحابی کا نام قرآن پاک میں نہیں ہے۔ لیکن اس خصوصیت کی وجہ سے حضرت زید خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ سے افضل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر صحابہ کو خصوصی صفت عطا کی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہے۔ سارے صحابہ کرام سچے ہیں لیکن حضرت ابوبکر کی صفت صداقت آپ کی دیگر صفات پر غالب ہے۔ سارے صحابہ عادل ہیں لیکن عدالت کی صفت حضرت عمرؓ کی دیگر صفات پر غالب ہے۔ سارے صحابہ کرام باحیاء ہیں لیکن حیاء کی صفت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دیگر صفات پر غالب ہے۔ سارے صحابہ بہادر ہیں لیکن شجاعت کی صفت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دیگر صفات پر غالب ہے۔ حضرت خالد بن ولید کے بارے میں فرمایا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ اس لئے حضرت خالد کو کسی جنگ میں شکست نہیں ہوئی۔

قرآن پاک آخری آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری ہے اور آخری اُمت کی ہدایت کے لئے ہے قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اُٹھائی ہے۔

نحن نزلنا الزکر وانالہ لحافظوں۔ قرآن پاک میں کمی بیشی کی گئی وہ روایت مردود ہے اور قابل قبول نہیں۔

رب تعالیٰ کی حفاظت کا فرمان سچا ہے۔ جس طرح قرآن پاک جس ترتیب کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہے۔ اُسی ترتیب سے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ لوح محفوظ میں ساری آسمانی کتابیں۔ زبور، تورات، انجیل، قرآن پاک لکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ بل ھوقرآن مجید فی لوح محفوظ کہ قرآن مجید لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

رب تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اور اُسے حکم دیا کہ لکھ قلم نے عرض کیا خدایا کیا لکھوں۔ فرمایا اکتب ما کان مایکون۔ لکھ جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔ انسانی تخلیق سے بہت پہلے انسانوں کے حالات کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا یہ واقعہ حدیث میں درج ہے کہ عالم بالا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو عرض کیا ابا جان اگر آپ دانہ گندم نہ کھاتے تو آپ بھی جنت میں رہتے اور آپکی نسل بھی جنت میں رہتی۔ دُنیا کے مصائب و آزمائش سے محفوظ رہتی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو کتاب تورات تم کو دی گئی لوح محفوظ پر کب لکھی گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی تخلیق سے چالیس سال پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ اے موسیٰ کیا تورات میں میری تخلیق کا ذکر ہے۔ جنت سے زمین پر جانے کا ذکر ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں یہ سارا واقعہ مذکور ہے تو آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے لکھ دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت سے زمین پر جانا ہے زمین ہی اُس کا ٹھکانہ ہے تو پھر میں جنت میں کیسے رہ سکتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے اس فرمان کے سامنے خاموش ہونا پڑا حدیث پاک میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام بحث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ حدیث طیبہ کا یہ واقع بتا رہا ہے کہ انسانی تخلیق سے بہت پہلے انسان کے حالات زندگی لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوئے کہ صحابہ کرام کی تخلیق سے ہزاروں، لاکھوں برس پہلے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف قرآن پاک میں لکھ دی اور جنتی لکھ دیا اُن کے گھوڑوں کی قسمیں اُٹھائی ہیں والعادیات ضبحا فالمورات قدحا۔ اُن گھوڑوں کی قسم جو بہت تیز دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے۔ پتھر پر سُم مار کر چنگاریاں اُڑاتے ہیں رب تعالیٰ اُن گھوڑوں کی قسمیں اُس وقت اُٹھا رہا ہے جب نہ گھوڑے پیدا ہوئے تھے اور نہ ہی اُن کے شاہ سوار پیدا ہوئے تھے۔

رب تعالیٰ قرآن پاک میں فرما رہا ہے۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً۔ جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور کوئی یہودی کہے کہ صرف تین مسلمان تھے تو یہودیوں کی بات کو رد کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو دو قسم کے فتنوں نے سر اُٹھایا۔

منکرین زکوۃ جھوٹی نبوت کے مدعیان جیسے مسلیمہ کزاب طلحہ اسدی اور سجاح وغیرہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑی جرائت وہمت عزم وحوصلہ کے ساتھ ان فتنوں کا استیصال کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو جنگیں لڑی گئیں جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

جنگ قارن، جنگ ولجہ، جنگ لیس، فتح حیرہ، جنگ ذات العیون، فتح درحتہ الجندی، جنگ مصید، جنگ فراس، جنگ یرموک یہ جنگ رومیوں کے خلاف تھی۔ رومی فوجوں کی تعداد 2 لاکھ چالیس ہزار تھی۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد 30 ہزار تھی۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید تھے۔ اس جنگ میں حضرت خالد کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ رومیوں کے لشکر سے ایک لاکھ تیس ہزار فوجی ہلاک ہوئے اور مسلمانوں کے لشکر سے 3 ہزار مجاہدین شہید ہوئے 30 ہزار مسلمان فوج اور 2 لاکھ چالیس ہزار رومی فوج بظاہر کوئی مقابلہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ رومن فوج مسلمان فوج سے 9 گناہ زیادہ تھی۔ مگر نصرت الٰہی مسلمانوں کے شامل حال رہی کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں کے ساتھ وعدہ تھا۔ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (پارہ ۱۸ سورہ نور)

ترجمہ: اور اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے وعدہ کیا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ اُن کو ضرور بہ ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی اور ضرور بضرور اُن کے لئے اس دین کو مستحکم اور مضبوط کردیگا جس کو اُن کے لئے پسند فرمالیا ہے اور ضرور بضرور اُن کے خوف کی کیفیت کو امن سے بدل دے گا۔

آیت طیبہ میں منکم کی ضمیر بتارہی ہے کہ رب تعالیٰ کا یہ خطاب صحابہ کرام سے ہے۔ جنہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں رومیوں اور ایرانیوں کی عظیم سلطنتوں کو تہہ وبالا کردیا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہم ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک شہر فتح کرتے تھے۔ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر تھی۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کے دور میں جو جنگیں لڑی گئیں اُن کی تفصیل یہ ہے۔

فتح دمشق، جنگ فحل، فتح بسیاں، فتح بیروت، فتح کسکر، جنگ باقشیا، جنگ بویب اس جنگ میں ایک لاکھ ایرانی مارے گئے۔ اور صرف 100 مسلمان شہید ہوئے۔ جنگ قادسیہ اس جنگ میں ایرانی تیس ہزار ہلاک ہوئے اور چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ فتح بابل وکوثی، بہرہ شیر کی فتح، فتح مدائن، جنگ جلولاء اس جنگ میں ایک لاکھ ایرانی مارے گئے۔ فتح حمص، فتح تنسرین، فتح حلب وانطاکیہ، فتح بغراس ومرعش، فتح قساریہ، وفتح اجنادین، فتح بیت المقدس، فتح تکریت، فتح اہواز اس جنگ میں ایرانی لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سپاہی تھے۔ مسلمان فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مسلمان ہی غالب رہے۔ بفرمان قرآن انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ تم ہی غالب ہوا گر تم مومن ہو۔ جنگ نہاوند، فتح ہمدان، فتح سیستان، فتح بلوچستان۔

صحابی کا اصطلاحی اور شرعی معنی امام بخاری نے بیان کیا ہے۔ من صحب النبی ﷺ او رراہ من المومنین فھو صحابی اہل ایمان میں سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اختیار کی یا آپ کی زیارت کی وہ صحابی کہلائے گا۔

امام احمد بن حجر عسقلانی نے نخبۃ الفکر میں لکھا ہے۔

من لقی النبی ﷺ مومنا بہ ومات علی الاسلام۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے آپ سے ملاقات کرے اور حالت ایمان میں ہی فوت ہو جائے تو اُسے صحابی کہا جائے گا۔

نوٹ۔ صحابی کا ایک لغوی معنی ہے ساتھ رہنے والا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

یا صاحبی السجن۔ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں حالانکہ وہ دونوں قیدی کافر تھے لیکن قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ اس لئے ان کو صاحب فرمایا۔ یا عربی لغت میں کہا جاتا ہے صاحب مال، مال والا صاحب جمال حسن والا۔ اصحاب الجنتہ جنت والے، اصحاب النار جہنم والے۔ یہ صحابی کا لغوی معنی ہے۔ اگر کوئی یہودی اعتراض کرے کہ احادیث میں منافقین کے لئے صحابہ کا لفظ استعمال ہوا تو جواب ہوگا کہ وہاں لغوی معنی مراد ہوگا۔

اب میں منافقین کی تاریخ اختصار سے عرض کر دیتا ہوں۔

انصار مدینہ کے دو قبائل اوس وخزرج متفقہ طور پر عبداللہ بن ابی کو اپنا سردار اور بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کا سنہری تاج سنار کے پاس بن رہا تھا۔ اُس کی تاجپوشی کا دن مقرر ہو چکا تھا اسی اثناء میں امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے آئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ عبداللہ بن ابی کو کسی نے نہ پوچھا اُس کی سرداری اور بادشاہت کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ عبداللہ بن ابی کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بغض وحسد بھر گیا اور اُس کے دل پر نفرت کے سانپ بل کھا رہے تھے۔ لیکن اوس وخزرج کی اکثریت کو دیکھ کر ظاہری دل سے مجبوراً کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور دل سے کبھی بھی اسلام کو قبول نہ کیا۔ اس منافقت میں اپنے ساتھ کئی حواری بھی اکٹھے کر لئے۔ غزوہ اُحد میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی مدینہ سے میدان اُحد کی طرف چلا پھر راستے ہی میں اپنے 300 ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گیا کہ میرا مشورہ نہیں مانا گیا اس لئے جنگ میں حصہ نہ لوں گا۔ غزوہ تبوک میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ راستے میں لوٹ گیا۔ غزوہ خندق میں کسی منافق نے شرکت نہیں کی۔

سارے مخلص صحابہ ان منافقین کو جانتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان کو بھی منافقین کے بارے میں علم عطا کر دیا۔ قرآن پاک کی سینکڑوں آیات میں منافقین کی عادات، سازشوں کا ذکر ہے۔ منافقین کی خاص نشانی تھی کہ وہ جہاد میں شرکت نہ کرتے تھے۔ غزوہ اُحد، غزوہ خندق، غزوہ تبوک کا ذکر قرآن پاک میں تفصیل سے ہے۔ منافقین نے ان جنگوں میں حیلے بہانے بنا کر شرکت نہ کی قرآن پاک نے ان کی سازشوں کا ذکر کیا ہے۔ غزوہ تبوک کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافروں اور منافقوں

سے جہاد کریں اور سختی کریں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 36 منافقین کو نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ اُن کی ہی مسجد ضرار گرانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ہر سازش کو بے نقاب کر دیا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا۔

قبلہ ضیائے اُمت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تفسیر ضیاء القرآن میں مضامین کی فہرست دی ہے۔ اس فہرست میں منافقین کے علیحدہ عنوان منافقین کی عادات، سازشوں کا تفصیلاً ذکر ہے۔

جیسے قرآن پاک کہتا ہے منافقین پر جہاد گراں ہے۔ نماز میں سستی اور ذکر الٰہی سے بے رغبتی آیات الٰہی کا تمسخر اُڑانا۔ کتاب وسنت کی پیروی کی دعوت دی جائے تو روگردانی کرتے ہیں۔ منافقین حوادث زمانہ سے بچنے کیلئے یہود سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ سورہ بقرہ سے لیکر سورہ منافقون تک اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ہر سازش کو بے نقاب کیا ہے۔

صحابی کے لغوی معنی کے لحاظ سے احادیث میں جو ذکر ہے وہ عرض کرتا ہوں ایک سفر میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کوئی نازیبا بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس منافق کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ کیا کہیں گے۔

اِنَّ مُحمداً یَقْتُلُ اَصحَابہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ یہاں صاحب کا لفظ لغوی معنی میں ہے کہ وہ منافق قافلہ میں ساتھ چل رہا تھا۔

(۱) ایک سفر میں منافقین نے حضور علیہ السلام کے خلاف سازش کی اللہ تعالیٰ نے اس سازش کو ناکام بنا دیا اور حضور علیہ السلام نے حضرت حذیفہ کو ان منافقین کے بارے میں بتایا اور فرمایا۔ فی اصحابی اثناء عشر منافقاً۔ جو لوگ میرے ساتھ چل رہے ہیں ان میں بارہ منافق ہیں۔ یہاں صاحب کا لفظ لغوی معنی میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے بارے میں علم عطا فرما دیا تھا۔

جب کوئی منافق مرجاتا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اُس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

(۳) حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن جب میں حوض کوثر پر پیاسی اُمت کو پانی پلا رہا ہوں گا کچھ لوگ آئیں گے تو فرشتے انہیں روک لیں گے میں کہوں گا میرے اصحاب ہیں انہیں آنے دو۔ فرشتے عرض کریں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہوں نے آپ کے بعد دین میں تبدیلی کر دی تھی۔ حضور علیہ السلام فرمائیں گے۔ سحقاً سحقاً انہیں دور کرو۔ انہیں دور کرو انہیں دور کرو۔ یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زکوٰۃ کا انکار کر کے مرتد ہو گئے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کر کے اُن کا خاتمہ کیا۔ یہ حضور علیہ السلام کی غیبی خبر ہے۔ جو واقعہ قیامت کو ہوگا اس کو خبر دنیا میں اپنی حیات ظاہری میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

اب سے اعتراض کہ اُن کے ارتدار کی خبر وقت سے پہلے دے رہے ہیں اُن کو پھر اصحاب کیوں فرمایا۔
یہ اُن کی حسرت وارمان کو بڑھانے کے لئے ہوگا۔ جیسے قرآن پاک میں فرعون ونمرود جیسے کافرون کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ تو فرشتے اُن سے ہیں گے۔ ذق انک انت العزیز الکریم ۔عذاب کا مزہ چکھ دنیا میں بڑا عزیز کریم بنتا تھا۔ یہاں عزیز کریم کا لفظ بطور طنز ہوگا۔ اُن کو حسرت وارمان کو بڑھانے کے لئے آج مورخہ 23 جنوری 2022 ہے۔ سائنس کی ترقی اور عروج کا دور ہے۔ انٹرنیٹ نے دُنیا کو ایک گلوبل ولج بنا دیا ہے لیکن اخلاقی طور پر انسان پستی کی طرف چلا گیا ہے۔ فحاشی، عریانی، مغربی تہذیب کی حکمرانی ہے۔ خود کو متمدن، مہذب، انسانی حقوق کے علمبردار کہنے والے ملک امریکہ، برطانیہ، فرانس مسلمانوں کے لئے خونخوار درندے بن گئے ہیں۔ ان ملکوں نے ملکر افغانستان، عراق، شام، لیبیا کو تباہ وبرباد کر دیا ہے۔ کشمیر، فلسطین، بھارت، برما میں کافر مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں لیکن 57 اسلامی ملک مہر بلب ہیں۔ کیونکہ ان 57 ملکوں میں قرآن پاک کے قوانین نہیں بلکہ انگریز کے قوانین رائج ہیں۔ اسلام کا مرکز سعودی عربیہ کے موجودہ فرمان روا محمد بن سلیمان امریکہ کا غلام ہے۔
حجاز مقدس میں اب سینما، کلب، جوئے خانوں کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اور سوشل میڈیا کی خبر ہے کہ سلطنت ریاض میں عورتوں کے ڈانس کی محافل سجائی جارہی ہیں۔

جو کفر از کعبہ برخیز دکجا ماند مسلمانی، مسلمان کے زوال کی وجہ اسلام سے دوری ہے۔ انگریزی زبان اور انگریزی لباس، انگریزی تہذیب پسند ہے۔ ساتھ ہی بدعملی اور بدعقیدگی نئے نئے روپ دھار رہی ہے انڈیا میں ایک شخص سید وسیم رضوی نے دعویٰ کیا ہے یہ قرآن پاک اصل نہیں مشکوک ہے۔ بعد ازاں اسلام کو چھوڑ کر ہندو مذہب کو اپنا لیا۔ اب سادات کرام سے سوال ہے کیا یہ مرتد سید احترام کے قابل ہے؟؟ پاکستان میں ایک شیعہ مجتہد علامہ شبیر حسین میثمی چار آئمہ اہل بیت کا لکھا ہوا اصل قرآن فروغ کافی کا حوالہ اشتہار، اثناء عشریہ نے اعلان کیا ہے موجودہ قرآن پاک سے ہٹ کر کہ ہم نے اصل قرآن کو ڈھونڈ لیا ہے۔ جس کی تصدیق حکومت برطانیہ کرے گی۔

ے بریں عقل و دانش بباید گریست

ے وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا متفق عقیدہ رہا ہے کہ انبیاء کرام کے بعد مخلوق میں افضل ترین ہستی حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں لیکن اب پاکستان و برطانیہ میں بسنے والے سادات کرام جو خود کو اہلسنت و جماعت کہتے ہیں وہ بھی تفصیلی شیعہ ہو گئے ہیں۔
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔
اہلسنت و جماعت کے عقیدہ کی مخالفت کر کے پھر بھی خود کو سنی کہتے ہیں۔

ے تن ہم واغدار شد پنبہ کجا کجا نہیم

ان لوگوں نے اہلسنت وجماعت کے اتحاد میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔

غزوہ خیبر میں یہودیوں کو شکست ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض یہودی قبائل کو جلاوطن کر دیا اپنے وصال کے قریب صحابہ کرام کو وصیت فرمائی کہ بقایا یہودیوں کو جزیرہ عرب سے جلاوطن کر دیا جائے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جملہ یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دیا یہ جلاوطن یہودی شام وغیرہ کی طرف چلے گئے۔

یہودی تلوار کے ذریعہ مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے تو انہوں نے منافقت بدعقیدگی کا زہر پھیلایا۔

محدثین کے شاگرد بن گئے اُن کی وفات کے بعد اُن کی قلمی کتابوں میں تحریف کی اور اپنی بدعقیدگی اُن کی کتابوں میں شامل کر دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ ایرانی اور قیصر رومی کی سلطنتوں کو مسلمانوں نے تخت وتاراج کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ عیسائیوں کو بھی اپنی تباہی کا غم تھا اسطرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام کا لبادہ اُڑھ کر مسلمانوں کے عقیدہ کو سخت نقصان پہنچایا۔

میں تاریخ کے دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ تاریخ اسلام میں عبداللہ بن سبا یہودی کا نام ملتا ہے۔ جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں منافقت سے اسلام قبول کیا۔ کوفہ، بصرہ، مصر کے لوگوں میں جا کر یہ پروپیگنڈہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خلافت صرف حضرت علی کا حق ہے۔ پہلے خلفاء غاصب ہیں نیز یہ عقیدہ بھی پھیلایا حضرت علیؓ خدا ہیں۔ اُس کی پھیلائی ہوئی گمراہی آج تک موجود ہے۔

دوسرا تاریخی حوالہ ''ہمفرے کے اعترافات'' یہ کتاب مارکیٹ میں موجود ہمفرے ایک برطانوی جاسوس تھا اُس نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ حکومت برطانیہ نے 500 جاسوس مشرق وسطی میں بھیجے کہ وہاں جا کر عربی زبان سیکھیں دین اسلام سے واقفیت حاصل کریں اور پھر عربوں میں وہ لوگ تلاش کریں جو ترکوں کے خلاف ہوں کیونکہ اُس خلافت عثمانیہ کا مشرق وسطیٰ عراق، شام، حجاز مقدس پر غلبہ تھا۔ برطانوی حکومت خلافت عثمانیہ کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ اتنے لمبے منصوبے کا پروگرام بنایا۔ ہمفرے کہتا ہے میں دمشق آیا وہاں ایک شیخ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور 8 سال تک اُس شیخ سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ مجھ میں اتنی قابلیت ہوگئی کہ عربی لکھ سکتا تھا عربی پڑھ سکتا تھا عربی بول سکتا تھا۔ 8 سال کے بعد برطانیہ واپس گیا چند ماہ وہاں رہا بعد ازاں مجھے بصرہ بھیجا گیا کہ وہ عرب تلاش کرو جو ترکوں کے خلاف ہوں۔ بصرہ میں ایک درکھان کی دکان پر نوکری کر لی اور لکڑی کا کام سیکھنا شروع کیا یہ صرف وہاں رہائش کا بہانہ تھا۔

ایک دن میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ ترکوں کو گالیاں دے رہا تھا میں نے کہا یہ میرے مطلب کا آدمی ہے۔ اپنا کام چھوڑ کر اُس کے پاس گیا تعارف حاصل کیا وہ نوجوان نجد سے یہاں بصرہ یہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آیا تھا۔ میں نے اس سے علمی بحث

کی تو پتہ چلا کہ علمی لحاظ سے وہ بہت کمزور ہے۔ میں نے اس سے متعہ پر بحث کی اور اُسے قائل کرلیا کہ متعہ جائز ہے۔ میں نے انگریزی سفارت خانہ کی ایک عورت کو بلایا اور اُس کا نام جمیلہ رکھا اُس نوجوان نے انگریز عورت سے متعہ کیا۔ میں نے اُسے شراب کا عادی کیا جب وہ نوجوان مکمل طور میرے قبضہ میں آگیا تو پھر میں نے اپنا پروگرام اُس کے سامنے رکھا کہ تم بھی ترکوں کے خلاف ہو اور برطانوی حکومت بھی خلافت عثمانیہ کے خلاف ہے۔ اُس نوجوان کا نام محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا۔ اُس نوجوان نے کہا میرے علاقہ نجد کی بستی درعیہ چلتے ہیں وہاں جاکر درعیہ بستی کے سردار شاہ سعود کو ملتے ہیں۔ ہمفرے کہتا ہے کہ ہم سردار شاہ سعود کو ملے کہ کیا تم اپنی سلطنت وسیع کرنا چاہتے ہوں۔ اُس نے پوچھا کیسے؟ ہمفرے نے کہا برطانوی حکومت اسلحہ بھی دے گی اور بھاری رقم بھی دے گی تم بدوؤں کی فوج بھرتی کرو۔ اُن کو فوجی ٹریننگ دی جائے گی۔ بھاری تنخواہ دی جائے گی اسطرح بدوؤں کی فوج تیار کی گئی۔ مذہبی تحریک محمد بن عبدالوہاب نے پیش کی کہ قبروں پر حاضری دینے والے سارے مشرک ہیں۔ ان کا قتل کرنا جائز ہے۔ ترک اُس وقت یونان کے خلاف لڑ رہے تھے۔ مشرق وسطیٰ میں ان کی فوج نہ تھی۔ اسطرح شاہ سعود برطانوی حکومت کا آلہ کار بن کر بدوؤں کی فوج کے ساتھ مکہ و مدینہ پر حملہ آور ہوا اور وہاں ہزاروں لوگوں کو قتل کیا۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں صحابہ کرام کی قبروں کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا اور حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا اور اس کا نام مملکت سعودیہ عربیہ رکھ دیا۔ اس طرح برطانوی حکومت نے خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس واقعہ کے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ عیسائیوں نے اسلام کے خلاف کتنی گہری سازش کی۔ کئی سالوں پر محیط لمبا منصوبہ بنایا اور آخر کار خلافت عثمانیہ کو ختم کر دیا۔

عبداللہ بن سبا یہودی نے جو بدعقیدگی کا بیج بویا وہ ایک تناور درخت بن چکا ہے جو اسلام کے سینہ پر ایک ناسور کی صورت میں موجود ہے۔ اس ناسور کی بنیاد جھوٹ پر رکھی گئی اور اس کی عمارت کی بنیاد بغض صحابہ پر رکھی گئی۔ لعن طعن کے عمل کو عبادت کا درجہ دیا گیا جب کہ شریعت مطہرہ دل آزادی کو گناہ کبیرہ شمار کرتی ہے۔ قرآن پاک میں ولا تنابزوا بالالقاب۔ ایک دوسرے کو برے نام سے نہ پکارو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بت پرستوں کے جھوٹے خداؤں کو گالی نہ دو ورنہ بے خبری میں بت پرست تمہارے سچے خدا کو گالی دیں گے۔ قرآن پاک میں غیبت کو گناہ کبیرہ کہا گیا ہے۔ برے گمان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی حیات طیبہ بہترین نمونہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں پر لعنت فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ لیس المومن بالطعان ولا اللعان والا لفاحش ولا البزی۔ مومن طعنہ دینے والا لعنت کرنے والا بے حیا اور بدزبان نہیں ہوتا۔

قرآن پاک بھی فرما رہا ہے۔ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ۔ ہر طعنہ زن عیب جو کے لئے ہلاکت ہے۔

پوری دُنیا کی قومیں دل آزاری کو برا جانتی ہیں صرف عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکار اس دل آزاری کو عبات کہتے ہے۔ عالم رافضی کہتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں اپنے انبیاء کو بھی سرزنش کرتا ہے کیا رافضی اس سنت پر عمل کریں گے۔

(۱) عبداللہ بن سبا یہودی کا پہلا اعتراض کہ اپنے پیغمبر ﷺ کا جنازہ نہیں پڑھا صحابہ کرام خلافت ڈھونڈ رہے تھے۔ درست اور صحیح واقعہ یہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے غسل کی تیاری ہو رہی تھی۔ قبر انور کھودی جا رہی تھی کہ ابو بکر، عمر، ابوعبیدہ بن جراح کو خبر ملی کی انصار مدینہ سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت کی بات کر رہے ہیں۔ یہ تینوں حضرات وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر نے انصار مدینہ کو یہ حدیث سنائی الائمۃ من قریش۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ عمر اور ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ ان میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ رسول پاک ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں۔ سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ ہم ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہاں موجود تمام لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ سوائے ایک انصاری کے جو خود خلافت کا مدعی تھا۔

حضور علیہ السلام کے جسد اطہر کو غسل دیکر اُسی حجرہ میں ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا۔ حجرہ چھوٹا تھا۔ دس آدمی داخل ہوتے۔ درود پاک پڑھتے پھر اور دس داخل ہوتے اور درود پاک پڑھتے اسطرح تین دن اور تین راتیں حضور علیہ السلام پر درود پڑھا جاتا رہا مدینہ کا کوئی مرد، عورت، بچہ باقی نہ رہا جس نے درود پاک نہ پڑھا ہو۔ حضور علیہ السلام کا جنازہ اسطرح نہیں پڑھا گیا جس طرح ہم عام مسلمان کا پڑھتے ہیں۔

صفیں باندھی جاتی ہیں ایک امام آگے ہوتا ہے۔ میت کی چارپائی ہوتی ہے پھر امام چار تکبیریں پڑھ کر جنازہ ادا کرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ پر تین دن اور تین راتیں صرف درود پاک پڑھا گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ خلافت کے اہم معاملہ میں مجھے اطلاع نہیں دی گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ایک ہنگامی ایمرجنسی حالت تھی کوئی پروگرام یا پلان یا منصوبہ نہ تھا۔ بلکہ سقیفہ بن ساعدہ میں مجھ پر اتفاق کر لیا گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے نمازوں کے لئے آپ کو امام مقرر کیا۔ ہم اپنی دنیا کے لئے بھی آپ کو امام مقرر کرتے ہیں۔ اسطرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشی سے حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی چھ ماہ تک ناراضگی والی روایات درست نہیں ہیں۔

(۲) عبداللہ بن سبا یہودی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیا۔

باغ فدک کا سادہ سا واقعہ ہے ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ کی وراثت میں سے ہمیں حصہ دیا جائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔

نحن معاشر الانبیا لا نرث و لا نورث۔ ہم گروہ انبیاء نہ تو کسی کے مال کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہی کوئی ہمارے مال کا وارث ہوتا۔ ہماری وراثت علم ہے۔ جس کے وارث علماء ہوتے ہیں۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ جس طرح مال فے کو حضور علیہ السلام تقسیم کرتے رہے۔ ازواج مطہرات اور نبی ہاشم کو دینے کے بعد جو بچتا وہ غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

اگر یہ باغ فدک حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا کی وراثت ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں قبضہ کر لیتے کہ یہ میری اولاد کی ملکیت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح تقسیم فرماتے رہے جس طرح پہلے تین خلفاء تقسیم فرماتے رہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ خلیفہ رہے۔ آپ نے بھی اُس پر قبضہ نہیں کیا کہ یہ میری ملکیت ہے بلکہ امام حسن بھی اسی طرح تقسیم کرتے رہے ۔جس طرح خلفاء تقسیم کرتے رہے اب کوئی برساتی مینڈک یہ کہے کہ سید چھینی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ چھینی ہوئی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس کیوں لی؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مال وقف کی تقسیم کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دی یہ ذمہ داری اہل بیت کے امام جعفر صادق تک اُن کے پاس رہی پھر بنوامیہ کے بادشاہوں نے مال وقف کو اپنی ذاتی ملکیت بنا لیا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور حکمرانی آیا تو انہوں نے مال وقف کو پہلی حالت پر لوٹا دیا۔ میں ایک حوالہ شیعہ حضرات کی کتاب کا پیش کر دیتا ہوں۔

شرح نہج البلاغۃ لابن میثم بحرانی طبع قدیم ج ۵ صفحہ ۵۴۳

دوسرا حوالہ درہ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ تالیف ابراہیم بن حاجی حسین بن علی بن الغفاء الانبلی ص ۳۳۱ طبع امیران

قال ان لک مالابیک کان رسول اللہ ﷺ یاخذمن فدک قوتکم ویقیسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بھا کما کان یضع فرضیت بذالک واخذت العھد علیہ بہ۔ الخ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا آپ کے حقوق وہی ہیں جو آپ کے والد شریف کے لئے تھے۔ رسول خدا ﷺ فدک کی آمدنی سے تمہارا خرچہ خوراک الگ کر لیتے تھے۔ باقی ماندہ کو اہل حاجت میں تقسیم فرما دیتے تھے اور اس سے اللہ کی راہ میں سواری وغیرہ مہیا فرماتے تھے۔ اور رضائے الٰہی کے لئے آپ کا مجھ پر حق ہے۔ فدک کے معاملہ میں وہی عمل درآمد کروں گا جو خود رسول اللہ ﷺ طریقہ جاری رکھتے تھے پس اس چیز پر حضرت فاطمہ راضی اور خوشنود ہو گئیں اور اس پر انہوں نے حضرت ابوبکر سے پختہ وعدہ اور اقرار لے لیا۔ الخ

مولانا محمد نافع نے اپنی تالیف رحماء بینہم میں مذک کا مسئلہ تفصیل سے لکھا ہے انہوں نے لکھا کہ 36 مقامات پر کتب احادیث میں

اس کا ذکر ہے۔حدیث کی جس سند ابن شہاب زہری ہے وہ 16 روایات ہیں جس مین ابن شہاب زہری نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کی بات لکھی ہے باقی 20 مقامات میں دوسرے راوی حضرات نے ناراضگی والی بات نہیں لکھی۔

محدثین نے وضاحت کی ہے ابن شہاب زہریک کی عادت تھی حدیث بیان کرتے ہوئے اپنی رائے بھی لکھ دیتا تھا۔یہ ناراضگی والی بات ابن شہاب زہری کی من گھڑت رائے ہے۔

کتاب رجال بوعلی میں صاف لکھا ہے ابن شہاب زہری شیعہ تھا۔جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا۔فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو وہ ناراض ہوکر اپنے والد گرامی کے گھر چلی گئیں۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور وہاں یہ حدیث بیان فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کر سکتے اگر تو نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کیا تو میری لخت جگر کو فارغ کردو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان سن کر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کردیا۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کئے تاریخ میں ہے آپ کے چودہ بیٹے اور چودہ بیٹیاں ہیں کچھ کتابوں میں اولاد کی تعداد زیادہ لکھی ہوئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُن اولادوں کو علوی کہا جاتا ہے۔رسول پاک ﷺ نے خمس کی تقسیم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگادی تھی۔حوالہ پیش خدمت ہے۔(مصنف ابی شیر۔کتاب انخراج امام ابی یوسف)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان۔فولانیة رسول اللہ ﷺ فقسمة فی جاتم ثم والاینه ابوبکر رضی اللہ عنہ فقسمة فی حیاته ثم ولافیه عمر رضی اللہ عنہ فقسمة فی حیاته۔رسول پاک ﷺ نے مال خمس کی تقسیم کا مجھے متولی بنایا حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ میں تقسیم کرتا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے متولی بنایا اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے متولی بنایا تو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔

شرح نہج البلاغة لابن المدید شیعی التوفی ۶۵۴ھ جلد ا میں امام باقر کا فرمان نقل کیا۔

عن کثیر النواء قال قلت ابی جعفر اخبرنی عن ابی بکر وعمر اظلما من حقکم شیاء قال لا ومنزل القرآن علی عبده لیکون للعالمین نذیراً ما ظلمانا من حقنا مایزن حبة خردل۔

النواء کثیر النواء کہتا ہے۔کہ میں نے امام باقر کو عرض کیا ابوبکر و عمر کے متعلق فرمایئے کہ انہوں نے آپ کے حقوق کی ادائیگی میں کچھ ظلم روا رکھا تھا امام نے فرمایا۔بالکل نہیں اس ذات کی قسم جس نے اپنا قرآن تمام عالم کے نذیر پر نازل کیا ان دونوں نے ہمارے حقوق میں ایک حبہ کے برابر بھی ظلم روا نہیں رکھا۔

مال فدک کی تقسیم کے بارے میں حدیری شرح نہج البلاغۃ جلد ۲ صف ۲۹۴

شرح نہج البلاغۃ لامن میثم کمال الدین

درہ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ شیخ ابراہیم بن حاجی الحسین بن علی

ان تینوں مولفین نے لکھا ہے۔

کان ابوبکر یا خذ غلتها فیدفع الیهم منها مایکفیهم ولقیم الباقی وکان عمر کذالک ثم کان عثمان کذالک ثم کان علی کذالک۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ لیکر جس قدر اہل بیت نبوی کی ضرورت کو کافی ہوتا اُن کی طرف بھجوایا کرتے تھے اور باقی آمدن کو دوسرے ضرورت مندوں وحقداروں میں تقسیم کرتے تھے۔ عمر فاروق بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے۔

(۳) تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھین لی۔

جواب میں عرض ہے کہ چاروں خلفائے راشدین میں کسی کو اس دُنیاوی عہدے کی تمنا نہ تھی۔ لوگوں نے یہ ذمہ داری سونپ دی تو باحسن طریق اس ذمہ داری کو نبھایا۔ چاروں خلفاء راشدین کی زندگی سادہ اور فقیرانہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 2-1/2 سالہ دور خلافت میں اپنی اولاد کیلئے شاہی محلات تعمیر نہیں کئے۔ کوئی جائیدادیں نہیں خریدیں۔ نہ ہی امیرانہ زندگی گزاری نہ ہی اولاد کو خلیفہ نامزد کیا نہ ہی باغ فدک کی آمدنی اپنی ذات پر خرچ کی وفات کے قریب اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ فلاں زمین بیچ کر جو تنخواہ اڑھائی سال میں نے بیت المال سے لی ہے۔ وہ رقم واپس بیت المال میں جمع کراؤ۔ اپنی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ میرے بدن پر دو پرانی چادریں ہیں۔ کفن میں یہ چادریں اور ایک تیسری چادر خرید کر ان میں مجھے کفن دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ 22 لاکھ مربع میل کے حکمران تھے۔ لیکن آپ کے کپڑوں پر چودہ چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ آرام کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں لیٹ جاتے شاہ روم کا سفیر مدینہ طیبہ آیا لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے خلیفہ کا محل کہاں ہے؟

جواب ملا۔ ہمارے خلیفہ کا کوئی محل نہیں۔ دوپہر کا وقت ہے کسی درخت کے سائے میں کوڑا سر کے نیچے رکھے سو رہے ہونگے۔

اپنے بعد خلافت کے لئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنادی۔ کمیٹی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ خلافت کمیٹی کے نام بتارہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی عداوت نہ تھی۔ اگر دشمنی، بغض، کینہ ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام کمیٹی میں موجود نہ ہوتا۔ قرآن پاک نے کہا ہے۔ رحماء بینهم۔ وہ آپس میں رحیم، شفیق دوست تھے۔

اگر کوئی تاریخی روایت یا حدیث کی روایت کہتی ہے کہ آپس میں بغض تھا ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ وہ روایت قرآن

پاک کے حکم رحماء بینھم کے سامنے قابل قبول نہیں۔ اور نہ ہی قرآن پاک کے حکم کے سامنے اُس تاریخی روایت کی کوئی حیثیت ہے۔ خلفائے راشدین وہ نفوس قدسیہ تھے جنکی مثال لانے سے تاریخ انسانی قاصر ہے۔ جنکے گھوڑوں کی قسمیں خالق کائنات فرمارہا ہے۔

والعادیات ضبحا فالموریت قدحا فالمغیرات صبحاً

ان گھوڑوں کی قسم جو بہت تیز دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے، پتھر پر سم مار کر چنگاریاں اُڑاتے ہیں پھر صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثار اتنے پیارے ہیں غزوہ اُحد میں ان سے غلطی ہوگئی۔ فتح شکست میں بدل گئی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں غزوہ اُحد کا تفصیلاً ذکر کیا۔ پھر غلطی کرنے والے صحابہ کرام کو معاف کرنے کا اعلان کر دیا۔ لقد عفا اللّٰہ عنھم۔ بے شک اللہ نے اُن کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کو خود معاف فرمادیا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی حکم دیا۔

واعف عنھم۔ اے حبیب آپ بھی ان کو معاف کر دیں ساتھ اللہ تعالیٰ نے سفارش بھی فرمائی۔ واغفر لھم اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لئے بخشش کی دُعا فرمادیں۔ اور ساتھ یہ حکم دیا۔

وشاورھم فی الامر۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگی معاملات میں ان سے مشورہ کرلیا کریں حالانکہ اللہ کے رسول کو مشورہ کی ضرورت نہیں اللہ ے رسول کا علم۔ وحی من اللہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی دلجوئی کے لئے فرماتا ہے۔ اے حبیب ان سے مشورہ کرلیا کریں۔

(۴) چوتھا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نہ لکھنے دی اسکا جواب عرض ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حجرہ مبارک چھوٹا تھا جس میں 10 افراد ہی سما سکتے تھے۔ صحابہ کرام موجود تھے کہ رسول پاک نے فرمایا کہ کاغذ قلم لاؤ کہ میں تم کو کچھ لکھوادوں۔ اسکے بعد رسول پاک پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عمر نے کہا اس حالت میں رسول پاک کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ رسول پاک سے محبت کی بنا پر کہا۔ جس طرح حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ میں لکھا گیا محمد رسول اللہ پر کافر نے اعتراض کیا تو رسول پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ محمد رسول اللہ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھو لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ یہ انکار محبت کی بنا پر تھا۔ اس واقعہ میں سنی کہتے ہیں کہ رسول پاک حضرت ابوبکر کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ رسول پاک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے۔

اس واقعہ کے بعد بھی دو دن رسول پاک اس کائنات میں حیات ظاہری کے ساتھ جلوہ فرما رہے۔

وہ تحریر ضروری ہوتی تو ضرور لکھوادیتے۔ معلوم ہوا خلافت کا معاملہ عوام کے سپرد کر دیا۔ اس واقعہ میں سب سے زیادہ اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے وہ گھر کے فرد تھے۔ خلافت انہی کی لکھنی تھی۔ وہ کاغذ قلم

کیوں نہ لائے کیا حضرت علی نے رسول پاک کے حکم کی نافرمانی کی؟

پانچواں اعتراض۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مارا پیٹا اُن کا حمل ساقط ہوگیا۔اس کا جواب عرض ہے کہ اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں کہیں نہیں بولا گیا۔ جو صحابہ کرام رسول پاک کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دیں وہ رسول پاک کی لخت جگر پر ہاتھ اُٹھائیں (العیاذ باللہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین فرزند حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام محسن۔ رسول پاک کی حیات ظاہری میں پیدا ہوئے یہ تیسرے فرزند پیدا ہوئے تو رسول پاک نے پوچھا کہ اے علی اس بچے کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کیا حرب رسول پاک نے فرمایا نہیں اس کا نام محسن ہے۔شیعہ نے جھوٹ گھڑلیا کہ حمل میں محسن تھا حمل ساقط ہو گیا۔ یہ جھوٹ صرف صحابہ کرام کی دشمنی میں گھڑا گیا۔

سوال یہ ہے کہ جب حضرت عمر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مار پیٹ رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کیوں نہ روکا۔شیعہ ذاکر جھوٹ گھڑتے ہیں کہ رسول پاک نے تلوار اُٹھانے سے منع کیا تھا۔کیا رسول پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بے غیرتی کا درس دیا تھا۔ جبکہ رسول پاک کا فرمان ہے۔

من قتل دون مالہ و عرضہ فھو شھید۔ جو شخص اپنے مال اور عزت کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو بچانے کے لئے تلوار نہ اُٹھائی اور اپنی خلافت بچانے کے لئے تلوار اُٹھائی۔

کیا بیوی کی عزت سے خلافت زیادہ قیمتی تھی۔ یہ عبداللہ بن سبا کی ذریت کا سب سے بڑا جھوٹ ہے جو صحابہ کرام کی عداوت میں گھڑا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا تو مال غنیمت میں ایرانی بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہر بانو بھی تھی جو حضرت عمر نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دی۔ کیا ظالم سے تحفہ، نذرانہ لینا جائز ہے جبکہ قرآن پاک کا حکم ہے۔ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔

ظالموں سے تعلق نہ رکھو ورنہ جہنم جاؤ گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے زیادہ حسنین کریمین کو وظیفہ دیتے تھے کیا ظالم سے وظیفہ لینا جائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے شجاع انسان پر کتنا بڑا بہتان ہے کہ 25 سال کافروں ظالموں کے پیچھے ڈر کر نمازیں پڑھتا رہا اور اُن کا مشیر و قاضی بنا رہا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لخت جگر اُم کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کر دیا یہ بات شیعہ حضرات کی حدیث کی کتابیں اصول کافی اور فروغ کافی میں ہیں۔ اقرار کیا ہے کہ نکاح ہوا ہے لیکن غلط انداز میں اقرار کیا کہ حضرت عمر نے یہ رشتہ چھین لیا اس جھوٹ میں بھی حضرت علی کی توہین ہے۔

حسنین کریمین کو پتہ تھا کہ حضرت عمر نے ہماری ماں کو مارا پیٹا تھا پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دوستانہ تعلقات تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام خلفائے راشدین کے نام پر رکھے۔ تاریخ گواہ ہے میدان کربلا میں عباس بن علی علمدار کے بھائی اور حضرت علی کے بیٹے ابوبکر بن علی اور عثمان بن علی شہید ہوئے۔ اور امام حسن کا بیٹا عمر بن حسن اور ابوبکر بن حسن کربلا میں موجود تھے۔ کوئی شخص بھی دنیا میں اپنے دشمنوں کے نام اپنی اولاد کے لئے پسند نہیں کرتا۔ بلکہ جن سے محبت ہو اُن کے نام اپنی اولاد کے لئے تجویز کرتا ہے۔

حوالہ جات: ابوالفرج صفہانی صاحب کتاب الاغانی مشہور شیعی مورخ متوفی ۳۵۶ھ مصنف فاضل علی بن عیسیٰ اربل کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ کتاب عمدۃ الطالب مطبوعہ تہران۔

امام زین العابدین کے ایک بیٹے کا نام عمر تھا۔ امام موسیٰ کاظم کے ایک بیٹے کا نام ابوبکر تھا۔ امام موسیٰ کاظم کی ایک بیٹی کا نام عائشہ تھا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد نافع کی کتاب رحماء بینہم صفحہ ۴۶۶ تاریخ ابن جریر طبری اور البدایہ ابن کثیر میں ہے کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت مدینہ منورہ سے کہیں دور تشریف لے جاتے تو مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جاتے۔ یہ حوالہ بھی بتا رہا ہے کہ آپس میں اعتماد اور محبت تھی۔

مولانا محمد نافع نے اور شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثناعشریہ میں وضاحت کی ہے۔

کتاب الامامۃ والسایۃ، العقد الفرید، تاریخ طبری وغیرہ مین رطب ویابس مرجوح روایات ہیں جو قابل قبول نہیں۔

امام زین العابدین کی روایت کتاب ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ اور امام محمد باقر کی روایت کتاب کنزالعمال میں ہے۔

حضرت فاطمہ الزاہرہ کا جنازہ چار تکبیرات کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا کہ آپ خلیفہ ہیں آپ جنازہ پڑھائیں۔

اصول کافی صفحہ ۲۶۱ تا صفحہ ۲۶ صفحہ ۶۷۰، ۶۷۱ پر امام جعفر کی روایت کہ اصل قرآن کی آیات سترہ ہزار تھیں شیعہ حضرات موجودہ قرآن پاک کو مشکوک قرار دیتے ہیں جبکہ موجودہ قرآن کی آیات ۶۶۶۶ ہیں اور کہتے ہیں اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے۔

اہل سنت وجماعت کے نزدیک مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک الگ شخصیت ہیں اور روافض کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک الگ شخصیت ہے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ صحابی رسول، داماد رسول، متقی، پیرہیزگار، جنتی، شجاع ترین انسان جس نے درخیبر اکھاڑا، مرحب اور عمرو بن عبدود کو جہنم واصل کیا خوددار، غیرت مند موت سے نہ ڈرنے والے حق بات کہنے والے، زاہد شب زندہ دار اور اولیاء کرام کے سردار اُن کی محبت فرض ہے۔

شیعہ حضرات کا علی المرتضیٰ ڈرپوک، بزدل، تقیہ باز اتنا بزدل کہ اُس کے سامنے اسکی بیوی کو مارا گیا، ظالم کا ہاتھ نہ روکا حالانکہ شرعی حکم ہے۔ ظالم کو ظلم سے روکو، من رائی امنکم منکر أفلیغرہ بیدہ۔ برائی کو ہاتھ سے روکو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ انصر اخاک الظالم والمظلوم۔

اپنے ظالم اور مظلوم بھائی کی مدد کرو۔صحابہ کرام نے عرض کیا ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے فرمایا۔ظالم کو ظلم سے روکنا اسکی مدد ہے۔قرآن پاک میں بھی ہے ۔کنتم خیرامته اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کے لئے نکالا گیا تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔شیعوں کا علی ڈرپوک ،بزدل کہ حضرت خالد بن ولید نے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا ،حضرت ابوبکر کے پاس لے گئے کہ بیعت کرو ورنہ گردن اُتاردونگا۔موت کے ڈر سے بیعت کرلی اور 25 سال کافروں کے پیچھے نمازیں ضائع کرتے رہے۔اُن کے مشیر وقاضی بنکر خدمت کرتے رہے۔اتنے بزدل کہ ابوبکر وعمر کے فوت ہونے کے بعد بھی اُن سے ڈرتے تھے کہ جب خود خلیفہ بن گئے تب بھی خلفاء ثلاثہ کے قوانین کو نہ بدلا۔خلفاء ثلاثہ نے جو قرآن میں تحریف کی تھی اُسے ٹھیک نہ کیا۔جمعہ کی دوسری اذان بھی دلاتے رہے 20 تراویح بھی پڑھتے ، پڑھاتے رہے متعہ کو جاری نہ کیا اور متعہ کے ثواب سے لوگوں کو محروم رکھا۔باغ فدک پر قبضہ نہ کیا اولاد کو محروم رکھا،غرض یہ کہ خلفاء ثلثہ کے جملہ قوانین کو جاری رکھا۔

عبداللہ بن سبا جس نے یہودی شیعہ عقیدہ کی بنیاد رکھی۔حوالہ پیش خدمت ہے۔اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب رجال کشی صفحہ ۱۰۱ پر امام زین العابدین کا بیان ہے۔

کان الذی یکذب علیه فیعمل تکذب صدقه ویفتری علی الاالکذب عبداللّٰه بن سبا۔جوشخص حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھتا تھا اور آپکی سچی باتوں کو جھوٹ کے ساتھ تعبیر کرتا تھا۔وہ عبداللہ بن سبا تھا۔اسی کتاب میں ہے۔ذکر بعض اہل العلم أن عبداللّٰه بن سیا کان یهودیا فاسلم ووال علیا علیه السلام۔بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا اسلام لایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرنے لگا۔

شیعہ حضرات نے عبداللہ بن سبا کی پیروی میں اہل سنت وجماعت کے بالکل مخالف ایک نیا دین گھڑلیا۔اپنا کلمہ الگ کرلیا۔لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ آذان الگ کرلی۔نماز الگ کرلی۔نماز کے اوقات الگ کرلئے۔نماز جنازہ الگ کرلی۔طریقہ وضو لگ کرلیا۔افطاری روزہ کا ٹائم الگ کرلیا۔

نماز تراویح کا انکار کردیا فقہ جعفریہ الگ گھڑلی۔متعہ کو بہت ثواب والا عمل بتایا۔محرم میں تعزیہ اور ماتم کو جنت کا ٹکٹ بیان کیا۔قرآن پاک کو مشکوک قرار دیا۔غرض یہ کہ ہر عمل میں اہلسنت وجماعت کی مخالفت کی یہ حوالہ بھی پیش خدمت ہے۔امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں دعوت دینے والے کون تھے۔شیعہ کی کتاب کشف الغمہ صف ۱۸۷ پر ہے۔

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم للحسین بن علی امیر المومنین من شیعة وشیعة ابیه امیر المومنین سلام اللّٰه علیک امابعدفان الناس منتظروک ولا ارننی لهم غیرک فالعجل فالعجل یاابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والسلام علیک۔

حضرت حسین بن علی امیر المومنین کے شیعہ اور اُن کے والد علی کے شیعہ کی طرف سے دعوت نامہ ہے۔

آپ پر اللہ کا سلام ہو اس کے بعد گزارش ہے لوگ آپ کے انتظار میں ہیں اور آپؓ کے بغیر اُن کی نگاہ کسی پر نہیں پڑ رہی۔ اے اللہ کے رسول کے فرزند جلدی تشریف لائیے۔ کتاب مجالس المومنین صفحہ ۲۵۰ پر ہے۔

بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت بہ اقامت دلیل نداورسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل ومحتاج بدلیل۔

یعنی اہل کوفہ کا شیعہ ہونا محتاج دلیل نہیں بلکہ واضح امر ہے اور اہل کوفہ کا سنی ہونا اصل ونقل کے خلاف ہے۔

اہل سنت کے نزدیک 11 امام جن کو شیعہ مانتے ہیں بارھواں تو ابھی آیا نہیں یہ 11 امام عقیدہ اہلسنت پر تھے۔ اولیاء کاملین میں سے تھے۔ دلیل یہ ہے کہ ان گیارہ اماموں نے محرم میں نہ کالے کپڑے پہنے نہ تعزیہ نکالا نہ ماتم کیا نہ مجلس عزا برپا کی، نہ ہر سال امام حسین کا قل وچہلم کیا۔ جو کچھ شیعہ محرم میں کرتے ہیں کسی امام نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار کی آپس میں رشتہ داریاں

پارہ ۲۱ رکوع ۱۷: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ۔

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ اور اسکی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

۱۔ حضور علیہ السلام کے سسر اور داماد جنتی ہیں۔ شیعہ مسلک کی تفسیر لوامع التنزیل جلد دوم صفحہ ۴۷۶ مطبوعہ لاہور میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **مَنْ زَوَّجَنِیْ وتزوج منی من الامته احد لایدخل النار انی سلت اللہ عنه وعدنی بذالک** میری اُمت سے جس نے میرے نکاح میں اپنی دختر دی یا میری دختر سے نکاح کیا وہ جنتی ہیں۔ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہو سگی بہنیں تھیں۔ ایران کے بادشاہ یزدگرد کی دو بیٹیاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مال غنیمت میں آئیں۔ ایک کا نکاح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا اور دوسری کا نکاح محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

اس طرح امام حسین رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہم زلف ہیں اور ان کی اولاد امام زین العابدین اور قاسم بن محمد بن ابی بکر خالہ زاد بھائی تھے۔

حوالہ جات شیعہ کتب کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۸۳ منتہی الامال مناقب آل ابی طالب جلد دوم صفحہ ۱۴ ابن شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۴۹۔

۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ شیعہ مسلک کی کتاب نہج البلاغت شرح ابن حدید تزوج الحسن حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ امام حسنؓ کا نکاح عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کی بیٹی حفصہ سے ہوا۔ حضرت حفصہ کے فوت ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمن کی دوسری بیٹی ہند سے امام حسن نے نکاح کیا۔

اس طرح حضرت ابوبکر صدیق کی دو پوتیاں حفصہ اور ہند یکے بعد دیگرے امام حسنؓ کے نکاح میں آئیں۔

۴۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے عبداللہ بن زبیر سے ہوا۔

۵۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ شیعہ مسلک کی کتاب مناقب آل ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۳۹ **فذکرہ الحسین رضی اللہ عنہ خطبة الحسن عائشه وفعله**۔ حضرت عثمان غنی کی صاحبزادی حضرت عائشہ کا رشتہ طلب کیا تو نکاح ہوگیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ سے نکاح کرلیا۔

۶۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پوتا امام حسین رضی اللہ عنہ کا داماد تھا۔ نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید میں ہے۔ تزوج عبداللہ بن عثمان فاطمة بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ بن عمر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کی صاحبزادی فاطمہ سے نکاح کیا۔ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ صفحہ ۴۵۹ جلد ۳ مطبوعہ بیروت شیعہ حضرات کی تاریخ ناسخ التواریخ

میں ہے۔ناسخ التواریخ صفحہ ۵۴۴ جلد ۶ بعد از حسن مثنی فاطمہ بحسبالہ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان در آمد۔

حضرت حسن مثنیٰ کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت حسین نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نکاح کر لیا۔

امام جعفر صادق کی والدہ ماجدہ ام فروہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

حوالہ کتاب منتہی الآمال شیخ عباس قمی جلد دوم طبع تہران شیعہ

۷۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔شیعہ حضرات کی کتب منتہی الآمال صف ۲۱۷ ج ا مطبوعہ ایران۔فروع کافی صف ۱۱۵ ج ۶ مطبوعہ تہران الاستبصار صف ۳۵۲ جلد ۳

شیعہ مسلک کے نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین صف ۲۰۴ جلد اول مطبوعہ تہران میں تحریر کیا۔اگر نبی دختر بعثمان دادو لی دختر خود بعمر فرستار اگر حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی۔تہذیب الاحکام صف ۳۶۳ ج ۹ مطبوعہ تہران میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اُم کلثوم اور اُن کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔اُن کے جنازہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس موجود تھے۔دونوں ماں بیٹے کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔مناقب آل ابی طالب صف ۳۰۴ ج ۳ میں ہے۔

اُم کلثوم کبریٰ تزدجھا عمر واُم کلثوم صغریٰ من کثیر بن عباس عبدالمطلب اُم کلثوم کبریٰ کا نکاح حضرت عمر سے ہوا اور اُم کلثوم صغریٰ کا نکاح کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔

شیعہ حضرات کی مستند کتاب کشف الغمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے صاحبزادیوں کے نام اس طرح درج ہیں۔

زینب کبریٰ، اُم کلثوم کبریٰ، اُم الحسن، رملہ کبریٰ، اُم ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، اُم کلثوم صغریٰ، رقیہ، فاطمہ، امامہ ، خدیجہ، اُم الکبریٰ، اُم سلمہ، اُم جعفر جمانہ، تقیہ، ایک صاحبزادی بچپن میں ہی فوت ہوگئی اُس کا نام ذکر نہیں۔

حضرت علیؓ کی دو صاحبزادیاں زینب کبریٰ اور اُم کلثوم کبریٰ حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔زینب صغریٰ اور کلثوم صغریٰ دوسری ازواج کے بطن سے تھیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم کلثوم کبریٰ تھیں جنہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔اُم کلثوم صغریٰ کا نکاح کثیر بن عباس سے ہوا یہ اُم کلثوم صغریٰ کربلا میں موجود تھیں۔

۸۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی اُم کلثوم تھیں جن کا نکاح طلحہ بن عبیداللہ سے ہوا۔اُن سے ایک بیٹا زکریا اور بیٹی عائشہ پیدا ہوئیں۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُن کا نکاح عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیع سے ہوا۔اور اُن سے بیٹے عثمان، ابراہیم اور موسیٰ پیدا ہوئے۔(کتاب نسب قریش صف ۲۷۸، تحت اولاد ابی بیر)

۹۔اصول کافی، الاستبصار، تہذیب الاحکام، شیعہ کتب میں درج ہے۔حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اُم کلثوم کبریٰ کا نکاح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اُن سے ایک بیٹا زید اور بیٹی رقیہ ہوئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھانے کا اختیار حضرت عباس کو دے دیا نکاح کا اقرار کیا لیکن ساتھ لکھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کیا۔

۱۰۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔شیعہ کتب کا حوالہ شیعہ حضرات مشہور مجتہد ملا باقر مجلس نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے درج کی ہے۔

قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئیں۔طاہر، قاسم، فاطمہ، اُم کلثوم، رقیہ، زینب۔(حوالہ: حیات القوب فارسی مطبوعہ تہران جدل ۲ منتہی الامال جلد ا ص ۸۹۔

اصول کافی عربی ص ۴۳۹ جلد اول مطبوعہ تہران۔منتخب التواریخ فارسی صف ۲۷ مطبوعہ تہران عربی و فارسی کی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بیس سال سے زائد عمر میں شادی کی اور اُن کے بطن اطہر سے بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب اور اُم کلثوم پیدا ہوئے۔اور بعثت کے بعد طیب، طاہر، فاطمہ پیدا ہوئے۔

مباہلہ کی آیت ۹ ھ کو نازل ہوئی۔پہلی تین صاحبزادیاں ۹ ھ سے پہلے فوت ہوگئیں تھیں۔اس لئے مباہلہ میں شامل نہ تھیں۔اگر وہ اس وقت زندہ ہوتیں تو ضرور شامل ہوتیں۔حیات القوب فارسی مطبوعہ تہران میں اُن کی وفات کا ذکر ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ کا تعارف

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے دو لڑکے عون اور عبداللہ ہوئے۔ حضرت جعفر طیار غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ تو پھر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ اُن سے ایک لڑکا محمد بن ابی بکر ہوا۔ حضرت اسماء بنت عمیس جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ اسی اثناء میں حضرت فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئی تو تیمارداری اور خدمت حضرت اسماء بنت عمیس کرتی تھیں۔ حضرت فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ عنہ کے غسل میں اسماء بنت عمیس، حضور علیہ السلام کے غلام ابورافع کی بیوی سلمیٰ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ اُن سے ایک لڑکا یحییٰ بن علی المرتضیٰ ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کی پرورش حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی۔

یہ شادی اور حالات بتا رہے ہیں ان خاندانوں میں بہت پیار، محبت اور احترام تھا ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن کی بیوہ سے نکاح کرنا اور دشمن کے بیٹے کی پرورش کرنا کیسے ممکن ہے؟ معلوم ہوا کوئی عداوت، دشمنی، بغض، کینہ نہ تھا۔

مخالفت کی باتیں رافضین کی خود ساختہ ہیں۔ (حوالہ جات: جلاد العنون ملا باقر مجلس طبقات ابن سعد المصنف عبدالرزاق)

حضرت اسماء عمیس۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سالی تھیں۔

فرقہ اسماعیلیہ کے حاضر امام پرنس کریم آغا خان کے پیروکاروں نے اثناء عشری ملت جعفریہ شیعہ کو دعوت اتحاد دی۔

ملت جعفریہ کے سید کلب علی کربلائی سیکرٹری نے علماء فقہ جعفریہ سے آغا خانی شیعوں سے اتحاد کے بارے میں سوال کیا۔ علمائے فقہ جعفریہ نے جو جواب دیا وہ پیش خدمت ہے۔

مرکزی دفتر جامع مسجد امامیہ

ورکشاپس مغل پورہ لاہور

مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۷ ستمبر 1985ء وفاق علماء شیعہ پاکستان کراچی

الجواب۔ امام حسین ہمارے اعمال دیکھ رہے ہیں۔

ملت جعفریہ کی مستند کتاب سلسلہ امامت میں درج ہے کہ امام جعفر کے دو فرزند تھے۔ ایک امام اسماعیل اور دوسرے امام موسیٰ کاظم تھے۔ امام اسماعیل کا انتقال امام جعفر کی موجودگی میں ہوا اور اُن کے جنازے کی نماز امام جعفر نے پڑھائی۔ پس ثابت ہوا کہ اسماعیلیوں کا جو سلسلہ امامت ہے۔ وہ نہ تو اہل بیت سید ہے اور نہ ہی شیعہ امامی ہے جبکہ مزید مطالع سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حاضر امام المعروف آغا خان نے کئی بار سنی پیش امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پس موجودہ حاضر امام نہ تو اہل بیت میں سے ہے اور نہ ہی امام معصوم کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کی مذہبی تعلیمات جعفریہ فقہ کے خلاف ہیں کسی اثناء عشری شیعان علی ملت جعفریہ کے مومنین

ومومنات کواس کا پیروکار رہنا زیب نہیں دیتا۔اُن کی نورانی دعوت کورد کرنا تمام شیعان علی اثناعشری پر لازم ہوتا ہے۔

فقہ جعفریہ کے ارکان دین، اصول دین وفروع دین واضح کئے جاتے ہیں۔

ا۔ابتدائیہ: امام معصوم کے نام سے ابتداء کی جاتی ہے۔

سلام علیکم یا ایھا المومنین والمومنات

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل۔(ماخوذ الجامع الکافی)

۲۔اصول دین: یہ عقائد ہیں عملیات نہیں

ا۔توحید ۲۔عدل ۳۔نبوت ۴۔امامت امام معصوم ہے نبی کی طرح امام پر فرشتے آتے ہیں اور فرشتے احکام لاتے ہیں۔صفت کے حساب سے تمام امام نبی محمد ﷺ کے برابر ہیں۔اور تمام امام سابقہ تمام انبیاء ورسل سے افضل ہیں۔ (باب الامامات الجامع الکافی)

۳۔ قیامت سے پہلے رجعت ہوگی جس میں امام مہدی تمام صحابی وناصبی سنیوں سے بدلہ لیں گے وہ اپنے تمام فیصلے شریعت داودی کے مطابق کریں گے۔

۴۔ فروع دین یہ عملیات ہیں۔

ا۔نماز (کوئی فرض نہیں ہے) واجب ہے۔انفرادی نماز کا ثواب نماز جماعت سے زیادہ ہوتا ہے۔

۲۔روزہ واجب ہے۔ ۳۔حج واجب ہے۔ ۴۔وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ ۵۔زکوٰۃ واجب ہے۔

غیر شیعہ کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی صرف شیعہ کو دینے سے ادا ہوگی کیونکہ صرف شیعہ مومنین مومنات پاک ہیں باقی سب ناپاک نجس۔۶۔خمس یا سہم امام یہ امام کا حق ہے امام غائب ہو تو مجتہد کو ملے گا مال غنیمت کا پانچواں حصہ

۷۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۸۔جہاد امام غائب ہونے کی بنا پر معطل ہے۔

۹۔تولا۔اہل بیت سے دوستی اور اُن کے شیعوں سے دوستی رکھنا۔

۱۰۔تبرا۔اہل بیت کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا۔ان دشمنوں کے جو دوست ہیں اُن سے بھی دشمنی رکھنا۔

اصول (عقائد جعفریہ۔خاص ارکان دین۔فقہ جعفریہ کے مطابق شرع میں کوئی شرم نہیں ہے۔چنانچہ ہم صاف صاف کھل کر اور واضح طور پر اپنی فقہ کے مذہبی عقائد بیان کرتے ہیں۔

ا۔بداً۔صرف امامت کی تقسیم کے معاملے میں اللہ سے بھول چوک ہو جانا (باب البداء جامع الکافی)

۲۔قرآن۔پورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا جو شخص کہے کہ پورا قرآن اُس کے پاس ہے وہ جھوٹا ہے۔ (امام باقر اصول کافی)

موجودہ قرآن کا نسخہ مشکوک ہے سارا قرآن امام علی کے پاس تھا جواب امام غائب مہدی کے پاس ہے۔

۳۔غم حسین میں رونا گناہوں کے بخشوانے کا باعث ہے۔

۴۔کتمان (دین کو چھپانا) دین کو چھپاؤ اور جو ہمارے دین کو چھپائے گا خدا اس کو سرفراز رکھے گا اور جو دین کو ظاہر کریگا خدا اُس کو ذلیل ورسوا کریگا۔(امام جعفر باب الکتمان اصول کافی) لیکن ہم نے اب کیوں ظاہر کیا؟

وہ اس لئے ہم سے وضاحت طلب کی گئی اور اب جواب دینا ہی ہمارا فرض بنتا ہے۔اس لئے مذہب ظاہر کیا۔

۵۔تقیہ۔اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کرنا۔

۶۔تبرا۔شیعہ مذہب اور فقہ جعفریہ کا یہ اہم ترین جز ہے۔یعنی غیر شیعوں سے اظہار نفرت کرنا خواہ وہ کوئی بھی ہوں چاہے صحابی تک بھی۔

۷۔فلاں،فلاں فلاں اول ثانی،ثالث یہ خاص الفاظ ہیں۔تمام شیعہ کو ان کے معنی ومطلب کا اچھی طرح علم ہے اس لئے وضاحت کی ضرورت نہیں۔

۸۔نجس اور پلید ہم تو تمام قادیانیوں کے برابر سمجھتے ہیں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث کو کیونکہ یہ سب نجس اور پلید ہے جبکہ شیعہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔

۹۔تمتع۔(متعہ) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی چیز کے معاوضہ پر کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے۔کیونکہ متعہ کے لئے نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس میں طلاق ہوتی ہے۔

نہ نان نفقہ ہوتا ہے نہ حقوق زوجیت کی طرح باہم وراثت ہوتی ہے۔

یہ صرف مذہبی طور پر متعہ کر کے ثواب کما سکتا ہے۔متعہ کی دو قسمیں ہیں۔

انفرادی متعہ۔کنوارا یا غیر کنواہ مومن کسی کنواری یا غیر شوہر والی مطلقہ یا متنازعہ مومنہ سے جب چاہے معاملہ کر کے انفرادی طور پر متعہ کر کے ثواب کما سکتا ہے۔اجتماعی متعہ: کنوارے یا غیر کنوارے مومنین صرف بانجھ مومنہ سے جب چاہیں معاملہ کر کے کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لئے اجتماعی متعہ کر سکتے ہیں۔یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا۔(باب المتعہ جامع الکافی)

جاری کردہ: وفاق علماء شیعہ پاکستان

الجواب صحیح: (جن علماء نے ان عقائد کی تصدیق کی اُن کے نام درج ہیں)

مولانا محمد محسن نقوی۔مجتہد علامہ عقیل ترابی، علامہ طالب جوہری

علامہ عباس حیدر عابدی۔علامہ مفتی سید نصیر الاجتہادی، پروفیسر علی رضا، علامہ محمد امجد علی، مفتی سید محمد جعفر،

مولانا سید محمد مہدی (بھارت)

علامہ محمد باقر زیدی (بمبئی انڈیا) علامہ سید جاوید جعفری، مولانا عارف حسین حسینی

بمقام کراچی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ھ بوقت شام غریباں
ہمارے ناموں کے ساتھ نورانی دعوت کے رد کے طور پر اور تبلیغی وتشہیری مواد کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔
شیعان علی اثناء عشریہ ملت جعفریہ کا ایک مطالبہ فقہ جعفریہ نافذ کرو۔

تبصرہ: شیعہ حضرات کے عقائد میں بحوالہ جامع الکافی۔ متعہ اجتماعی کا ذکر ہے کہ کوئی سید، قریشی، خان، ملک، چوہدری، پٹھان ،اعوان جو شیعہ ہے اسکی بہن یا بیٹی بانجھ ہو تو وہ ایک رات میں 100 آدمیوں سے متعہ کرا سکتی ہے۔

اس مذہب میں کیا عیاشی ہے۔ بیٹی یا بہن ثواب بھی کمارہی ہے اور دولت بھی کمارہی ہے۔ اور باپ خوشی منارہا ہے کہ بیٹی ثواب کمارہی ہے۔ ہم خرما ہم ثواب۔ مزے ہی مزے اور ثواب ہی ثواب صرف شوہر والی عورت کو محروم رکھا گیا ہے۔ شادی شدہ مرد کو اجازت ہے۔

[illegible]

جاری کردہ: وفاق علماء شیعہ پاکستان

[illegible]

[illegible] فقہ جعفریہ نافذ کرو

[illegible]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام لائے اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برادر نسبتی ہیں۔ تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی تنصیف تحقیق الحق میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی لکھا تقریب التہذیب میں ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔

معاویته بن ابی سفیان خلیفه صحابی اسلم قبل الفتح۔ حضرت معاریہ خلیفہ اور صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے۔ قرآن پاک میں ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے ان سب سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وہ جنتی ہیں۔

کلا وعداللّٰہ الحسنی (پارہ ۲۷ سورہ حدید) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے جو دُعائیں فرمائیں۔ ترمذی شریف میں ہے۔

اللھم اجلعه هادیا ومهدیا واهدبه ''اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ اور لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنا'' علامہ ابن کثیر نے البدایه والنهایه میں لکھا ہے۔ اللھم علمه الکتاب والحساب وقه العذاب۔ اے اللہ معاویہ کو کتاب حساب سکھا دے اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔

التاریخ الکبیر میں ہے۔ اللھم علمه الکتاب ومکنه فی البلاد وقه من العذاب۔ اے اللہ معاویہ کو کتاب کا علم سکھا دے اور اس کو شہروں میں حکومت عطا کر اور عذاب سے محفوظ فرما۔

التاریخ الکبیر میں ہے اللھم علمه الکتاب ومکنه فی البلاد وقه من العذاب۔ ''اے اللہ معاویہ کو کتاب کا علم سکھا دے اور اس کو شہروں میں حکومت عطا کر اور عذاب سے محفوظ فرما۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرا رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ان ولیت فاحسن۔ اگر تم حکمران بن جاؤ تو حسن سلوک سے کام لینا (اسد الغابہ) حضور علیہ السلام کا فرمان۔ ان معاویه لا یصارع احداالا صرعه معاویة۔ جو بھی معاویہ سے مقابلہ کریگا معاویہ اُس پر غالب آجائے گا۔

(کنز العمال) حضور علیہ السلام کا فرمان بعث معاویه یوم القیامة وعلیه وداء نور الایمان۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اس حالت میں اُٹھایا جائے گا کہ اُن پر نور ایمان کی چادر ہوگی۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی فقہی اعتراض کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصاب فانه فقهیه۔ اُس کا عمل درست ہے کیونکہ وہ فقیہ ہے۔ ترمذی

شریف میں ہے کہ صحابی رسول حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لا تذکروا معاویہ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اللھم اھدبہ۔ معاویہ کے بارے میں اگر بات کرنی ہے تو بھلائی سے کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے دُعا فرمائی اے اللہ معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا۔

بخاری شریف، فتح الباری، اسد الغابہ میں حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔ اول جیش من امتی یغزون البحر قداوجبوا۔ میری اُمت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اُن سب نے اپنے اوپر جنت کو واجب کر لیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت امیر معاویہ نے اجازت لیکر 500 جہازوں کا بحری بیڑا تیار کیا۔ ۳۱ھ میں قیصرِ روم کے خلاف یہ بحری جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس بحری بیڑے کے موجد اور لشکر اول کے قائد و امیر ہونے کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی قرار پائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 20 سال شام کے گورنر رہے اور 20 سال آپ مطلق العنان حکمران رہے۔ 65 لاکھ مربع میل پر آپ کی حکومت تھی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر کے خلافت اُن کے سپرد کر دی۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیبی خبر تھی کہ میرا بیٹا حسن سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو گروہ مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

اہلسنت کی کتب میں بھی ہے اور شیعہ کتب۔ رجال کشی۔ کشف الغمہ۔ احتجاج طبرسی۔ جلاء العیون۔ الاخبار الطوال میں مذکور ہے۔ فقال یا حسن قم فبابع فقام فبایع ثم قال للحسین قم فبایع فقام فبایع۔

پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور پھر ساری زندگی اس بیعت پر قائم رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو لشکر قسطنطنیہ کی فتح کیلئے بھیجا اُس میں حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے 163 احادیث مروی ہیں جو بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ہیں۔ مشاجرات صحابہ کے بارے میں قرآنی فیصلہ یہ ہے۔ ان طاءفتن من من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما (سورہ حجرات) ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کراؤ۔ قرآن پاک لڑنے والے دونوں گروہوں کو مومن کہ رہا ہے۔ حدیث طیبہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ اس حدیث میں لڑنے والے دونوں گروہوں کو حضور علیہ السلام نے مسلمان کہا ہے۔

جنگ جمل و جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتھد مصیب تھے۔ ان کو اجتھاد کا دگنا ثواب ملے گا۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ یہ مجتھد مخطی تھے۔ ان کو اجتھاد میں ایک ثواب ملے گا۔

مصنف ابن ابی شیبہ مجمع الزوائد، طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ مذکور ہے۔ قال علی رضی اللّٰہ عنہ قتلای وقتلی معاویہ فی الجنتہ رواہ الطبرانی ورجالہ وثقوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ میرے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور شہید ہونے والے سب جنتی ہیں۔ اس روایت کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

امام بخاری نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لقب لکھا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف اصول الدین میں ایک باب باندھا ہے خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

جن بزرگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کتابیں لکھی ہیں اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں 6 رسالے لکھے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ ہے ۔ومن یکن یطعن فی معاویہ فذاک کلب میں کلاب الھاویہ۔ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ دوزخ کا کتا ہے۔ (۲) غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی (۳) پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری کے حکم پر دو کتابیں لکھی گئیں۔ لکھنے والے علامہ شفقات احمد مجددی کیلانی ۔علامہ محمد رفیق کیلانی۔ (۴) مفتی احمد یار خان نعیمی (۵) ڈاکٹر حامد علی علیمی (۶) علامہ قاری محمد لقمان قادری (۷) شیخ محمد حیات سندھی (۸) علامہ عبدالعزیز پرہاروی (۹) علامہ مولانا عبدالقادر بدایونی (۱۰) علامہ عبدالرشید جھنگوی (۱۱) پیر سائیں غلام رسول قاسمی (۱۲) علامہ پیر محمد مقبول احمد سرور (۱۳) پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی (۱۴) قاضی علامہ غلام محمود ہزاروی (۱۵) علامہ محقق اسلام محمد علی نقشبندی۔ مولانا علامہ محمد آصف جلالی نے اپنے رسالہ فکر مستقیم میں لکھا ہے کہ لسان العرب میں معاویہ کا معنی بہادر ،طاقتور، مددگار،

مزید فرمایا اگر معاویہ کا معنی غلط ہوتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور نام کو تبدیل کر دیتے دیگر کئی صحابہ کا نام معاویہ تھا رافضیوں کی تاریخ اور کتب لغات قابل قبول نہیں ہیں۔

جنکی کتب بغض صحابہ سے بھری پڑی ہیں۔ المعجم الکبیر للطبرانی میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اذا ذکر صحابی فامسکوا۔ جب میرے اصحاب کا ذکر کرو تو ان کی بدگوئی سے زبان روک لو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ اگر میرا صحابی ایک مٹھی جو خیرات کرے اور بعد میں آنے والا اُحد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو میرے صحابی کے ثواب کو نہیں پا سکتا۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر میں موجود مروان بن حکم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ جب کہ حضرت طلحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھی تھے۔ (تاریخ اسلام)

حضرت غازی ملت سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی اپنی تصنیف خلیفہ راشد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بحوالہ تاریخ ابن خلدون لکھ رہے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا گروہ سبائی اور باغی تھا جو مصر میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دعوت الی النار دے رہا تھا۔ ممکن ہے اسی باغی گروہ نے حضرت عمار کو شہید کیا ہو۔ کیونکہ وفاء الوفا میں درج ذیل حدیث کو بحوالہ بزاز بیان کیا گیا۔ یا عمار لا یقتلک اصحابی تقتلک الفئة الباغیة۔ اے عمار تجھ کو مرے اصحاب میں سے کوئی قتل نہ کریگا تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔ جبکہ مولانا عبدالحفیظ مفتی آگرہ نے اپنی کتاب صیانتہ الصحابہ میں دلائل و براہین کے ساتھ لکھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے باغی نہ تھے۔ بیٹے کی بدعملی کی وجہ سے باپ پر طعن نہیں کیا جاسکتا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کافر تھا بیٹے کے کفر کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی ذات گرامی پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ جملہ مسلمانوں کو صحیح عقیدہ اور صحیح عمل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اثناء عشری شیعہ بارہ اماموں سے محبت کے دعویدار ہیں۔ اور اُن کے سچے پیروکار ہیں۔ گیارہ امام تو گزر گئے بارھواں امام غائب ہے۔ چودہ صدیاں گزر گئیں امام غائب اصل قرآن لیکر کسی غار میں چھپا پڑا ہے۔

مخلوق خدا اصل قرآن نہ ہونے کی وجہ سے گمراہ ہو رہی ہے۔ ان کی گمراہی کا سبب امام غائب ہے۔

اور جب امام غائب تشریف لائیں گے۔ تو شریعت داؤدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ کیا شریعت محمدی میں کوئی نقص اور خامی ہے کہ شریعت محمدی کے مطابق فیصلے نہ کریں گے؟؟

ملت جعفریہ اماموں سے محبت کرتے ہیں اماموں کی بات نہیں مانتے۔ معلوم ہوا محبت جھوٹی ہے۔ گیارہ اماموں نے محرم میں نہ کالے کپڑے پہنے اور نہ تعزیے نکالے نہ ماتم کیا اگر یہ ثواب کے کام ہوتے تو امام ضرور کرتے بلکہ ان اماموں نے کالے کپڑے اور ماتم سے منع کیا ہے۔ امام تو لکھ رہے ہیں ماتم حرام ہے گناہ ہے۔

ملت جعفریہ کہہ رہی ہے محرم کے دس دن سینہ کوبی کرو اور جنت میں چلے جاؤ۔ امام تو کہہ رہے ہیں ماتم گناہ ہے حرام ہے۔ گناہ اور حرام کام کر کے جنت میں جانا شیعہ کی اُلٹی منطق ہے۔ مولانا محمد عمر اچھروی نے شیعہ کتب کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ محرم میں کالے کپڑے پہننا اور ماتم کرنا حرام ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہو۔

شیعہ احادیث سے لباس نبوۃ وامامت سفید لباس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اچھا لباس ہے۔

(فروغ کافی ۲/۳۲) محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن القداح عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسرا البعیاض فانہ اطیب واطہر وکفنوا فیہ موتاکم۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم سفید کپڑے پہنو اس لئے کہ وہ بہت اچھے اور بہت پاک ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(۲) فروغ کافی ۲/۳۲) الحسین بن محمد عن معلی بن محمدعن الحسن بن علی عن مثنی الحناط عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسوالبعیاض انہ اطیب واطہر وکفنوافیہ موتاکم۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم سفید کپڑے پہنو اور اس لئے کہ وہ بہت اچھے اور بہت پاک ہیں اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(۳) حلیۃ المتقین ۵) بہترین رنگہائے درجامہ سفید است وبعد ازاں زرد وبعد ازاں سبز وبعد ازاں سرخ نیم رنگ وکبود وعدسی ودر چند حدیث معتبر از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول است کہ بپوشید جامعہ سفید کہ ان نیکوتر و پاکیزہ ترین رنگھا است۔ کپڑے میں

رنگوں سے بہترین رنگ سفید ہے اور اس کے بعد زرد رنگ اور اسکے بعد سبز اور اسکے بعد نیم سرخ اور کبودی رنگ اور مسوری۔ اور کئی معتبر حدیثوں میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو کیونکہ بہت اچھا ہے اور رنگوں سے بہت پاک رنگ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کی زبانی ہمارے نبی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مذہب سیاہ لباس کے متعلق۔

(۴) عیون الاخبار موئفہ امام رضا علیہ السلام ۷ ۳۸) ازعلی بن ابی طالب روایت کردہ است کہ آنجناب فرمود رسول خدا فرمود پنوشید لباس دشمنان مردانخورید طعما مہائے دشمنان مراونرید وراہ ہائے دشن من پس از دشمنان من شوید چنانکہ ایشاں دشمنان من ہتند مصنف گوید لباس دشمنان لباس سیاہ است۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو اور میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھاؤ اور میرے دشمنوں کے رستہ پر نہ چلو پھر میرے دشمنوں سے ہو جاؤ

گے چنانچہ یہ سب میرے دشمن ہیں امام رضا علیہ السلام مصنف عیون الاخبار فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا لباس سیاہ ہے۔

مذہب حضرت ابوالائمہ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا سیاہ لباس کے متعلق۔

(۵) حلیۃ المتقین ۶) بسند معتبر از حضرت امیر المومنین منقولست کہ میوشید جامہ سیاہ کہ آن پوشش فرعون است۔ معتبر سند کے ساتھ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو کیونکہ وہ لباس فرعونی ہے۔

(۶) کتاب العلل والشرائع ۱۳۳/۱) وبھذا الاسناد عن محمد بن احمد بن عیسیٰ الیقطبی عن القاسم بن یحییٰ جدہ الحسن بن راشد عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال حدثنی ابی عن جدی عن ابیہ عن امیر المومنین علیہ السلام قال فیھما علم اصحابہ لاتلبسوا السواد فانہ لباس فرعون۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو آپ کے اصحاب کو بتایا گیا کہ سیاہ لباس نہ پہنو اس لئے کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

(۷) من لایحضرہ الفقیہ ۵۱) وقال امیر المومنین علیہ السلام فیما علم بہ لاصحابہ لاتلبسوا السواد فانہ لباس فرعون۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جو آپ کے احباب کو بتایا گیا کہ سیاہ لباس نہ پہنو اس لئے کہ وہ فرعون کا لباس ہے۔

(۸) تحفۃ العوام ۲۹۱/۲) وارد ہے کہ راوی نے پوچھا کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھوں فرمایا کہ وہ لباس ہے اہل جہنم کا دوسری حدیث میں ہے۔ فرمایا نہ پہنو وہ جامہ فرعون کا ہے بعضوں نے مکروہ لکھا ہے لیکن تین چیز عمامہ وموزہ وعبا جائز ہے۔

احرام اور کفن سیاہ کپڑے میں جائز نہیں۔

(۹) من لایحضرہ الفقیہ ۱۸۱) روی الحسین بن المختار قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ایحرم الرجل فی الثوب الاسود قال لایحرم فی الثوب الاسود ولا یکفن فیہ المیت۔

حسین بن مختار نے روایت کی کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ کیا آدمی سیاہ کپڑے میں احرام باندھ سکتا ہے فرمایا کہ سیاہ کپڑے میں نہیں باندھا جاسکتا اور نہ ہی اس میں میت کو کفن دیا جاسکتا ہے۔

سیاہ لباس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذہب۔

(۱۰) کتاب العلل والشرائع ۱۲۲/۱) ابی رحمتہ اللہ علیہ قال حدثنا محمد بن یحییٰ العطار عن محمد

بن احمد سهل زیادعن محمدبن سلیمان عن رجل عن ابی عبداللّٰه علیه السلام قال قلت له اصلی فی قلنسوة السود قال لا تصد فیها فانها لباس اهل النار۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا میں حضور سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھوں؟ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں نہ نماز پڑھ اس لئے کہ سیاہ لباس دوزخیوں کا ہے۔

(۱۱) حلیۃ المتقین ۶) ودر حدیث معتبر منقول است کہ شخصے از حضرت صادق پرسید کہ در کلاہ سیاہ نما بکنم فرمود کہ در آن نماز مکن کہ لباس اہل جہنم است۔

معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور سیاہ ٹوپی سے نماز ادا کرلوں حضرت نے فرمایا کہ سیاہ ٹوپی سے نماز نہ پڑھنا کیونکہ جہنمیوں کا لباس ہے۔

(۱۲) کتاب العلل والشرائع ۱۲۳/۱) حدثنا محمدبن الحسن قال حدثنا محمدبن الصفار عن العباس بن معروف عن الحسین بن یزید النوفلی عن السکونی عن ابی عبداللّٰه علیه السلام قال اوحی اللّٰه عزوجل الی نبی من انبیاء قل للمومنین لا تلبسوا لباس اعدائی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں سے ایک نبی کی طرف وحی کی مومنین کو کہہ دو کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں۔

(۱۳) حلیۃ المتقین ۵) وپوشیدن جامہ سیاہ کراہیت شدید وارد در ہمہ حال مگر در عمامہ و عبا ہم سیاہ نباشد بہتر است اور سیاہ کپڑ (۱۴) حلیۃ المتقین ۹) ودر حدیث دیگر وارد شدہ است کہ پوشیدن نعل سیاہ موجب خیلاء و تکبر و ہر کہ بپوشد در روز قیامت با جباران محشور شود۔ اور دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ سیاہ جوتے کا پہننا تکبر کا واجب کرنے والا ہے اور جو شخص سیاہ جوتا پہنے گا۔ قیامت کے دن متکبروں کے ساتھ اُٹھایا جائیگا۔

(۱۵) حلیۃ المتقین ۹) وہر کہ نعل سیاہ بپوشد ہیچک رانیابد ار جو شخص سیاہ جوتے پہنتا ہے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(۱۶) تحفۃ العوام ۲۹۱/۲) حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص کفش (جوتے) سیاہ پہنے تو قیامت کے دن ساتھ جابروں کے محشور ہوگا۔ دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ ضعف چشم پیدا کرتا ہے ذکر کو سست کرتا ہے۔

وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاریخ کا کل (۲/۱۲۳) وکان موته یوم الاثنین الشنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل ودفن من الغد نصفار۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو ہوا اور دوسرے دن نصف نہار کے دن آپ کو دفن کیا گیا۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نوحے اور ماتم کی ممانعت۔

''علی رضا'' مولانا یہ تو بھلا بتائیے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ کو وصال ہوا تو فاطمہ علیہا السلام یا لوگوں نے نوحہ یا ماتم بہت کیا ہوگا کیونکہ آپ کا تشریف لے جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ ''محمد عمر'' میرے پیارے محبوب مصطفیٰ نے عورتوں سے بیعت لی اور قرآن کریم کی آیت پڑھ کر منع فرمایا کہ مجھ پر تم سے کوئی نوحہ نہ کرے اور بال نہ نوچے اور اپنا منہ نہ پیٹے اگر تم اپنی کتاب احادیث سے بھی دکھا دو کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی نے نوحہ یا ماتم سینہ کوبی یا اپنے منہ کو پیٹا یا بال نوچے ہوں تو تمہیں فقیر انشاء اللہ العزیز پانچ روپے نقد انعام دے گا اور تم سے پہلے فقیر ایسا ماتم کرنے کو تیار ہے۔

اب فقیر تمہاری تسلی کے لئے تمہارے مذہب کو کتب تفاسیر و احادیث سے ماتم اور سینہ کوبی اور اپنے منہ کو پیٹنے کی ممانعت دکھاتا ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت نوحہ کے متعلق قرآن کریم سے نوحے کی ممانعت اور قرآن کریم کی تفسیر شیعہ احادیث سے۔

(۱) فروع کافی (۲/۲۲۸) حدیثنا محمدبن یحییٰ عن سلمة بن الخطاب عن سلیمان بن سماعة الخزاعی عن علی بن اسماعیل بن عمربن ابی المقدام قال سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول ابدرون ماقوله تعالیٰ ولا یعصینک فی معرون قلت لاقال ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لفا طمة علیها السلام ماذاانامت فلاخشی علی وجها ولا ترحی علی شعراً ولا تناوی باالویل ولا لقمی علی نائحة قال ثم قال هذا المعروف الذی قال اللّٰه عزوجل۔

عمر بن ابوالمقدام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت باقر علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کے فرمان کو ولا یعصینک فی معروف کہ عورتیں نیکی میں خداوند کریم کی نافرمانی نہ کریں میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے نہیں سنا۔ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو تم مجھ پر اپنے منہ کو نہ نوچنا اور مجھ پر اپنے بالوں کو نہ کھولنا اور مجھ پر ہائے ہائے کر کے نہ پکارنا اور مجھ پر نوحہ کرنے والی نہ کھڑے

ہونا۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ یہ مطلب ہے معروف کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ والا یعصینک فی مروف۔

(۲) تفسیر قمی (۳۳۵) فقامت أم حکیم انبة الحارث بن عبدالمطلب فقالت یارسول اللّٰہ ماھذا المعروف الذی امرنا اللّٰہ بہ ان لا نعصیک فیہ فقال ان لا تخشن وجھا ولا تلطئن خداً ولا تنتف شعراً ولا تمزقن جیباً ولا تسوون ثوبا فلاتدعون بالویل والثبور ولا تقیمن عندقبر فبا یعھن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ الشروط۔

اُم حکیم بنت حارث بن عبدالمطلب کھڑی ہوئی تو اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہمیں معروف کے متعلق یہ کیا حکم فرمایا ہے۔ کہ ہم اس معروف مین آپ کی نافرمانی نہ کریں تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداوندی فرمان معروف کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے مونہوں کو نہ نوچو اور اپنے رخساروں کو طمانچے نہ مارو اور اپنے بالوں کو بھی نہ نوچو اور اپنے کرتوں کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو اور اپنے کپڑے سیاہ نہ بناؤ اور ہائے ہائے اور ہلاکت ہلاکت نہ پکارو اور قبر کے پاس نہ کھڑی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شروط پر عورتوں سے بیعت فرمائی۔

(۳) تفسیر مجمع البیان (۹/۲۷۶) ولا یعصینک فی معروف عنی بالمروف النھی عن النوح وتمزیق الثیاب وجزالشعر وشق الجیب وخمش الوجد والدعا بالویل عن المقاتلین۔

فرمان خداوندی ولا یعصینک فی معروف میں معروف سے مراد لیا گیا ہے نوحے سے رکنا اور کپڑے پھاڑنے سے باز رہنا بال اکھاڑنے سے منع رہنا کپڑے نہ پھاڑنا اور مونہہ نوچے سے باز رہنا مقتولین پر ہائے ہائے پکارنا۔

(۴) فروع کافی (۲/۲۲۸) وقالت ام الحکیم بنت الحارث ھشام وکانت عندعکرمۃ بن ابی جھم یارسول اللّٰہ ما ذالک المعروف الذی امرنا اللّٰہ ان لانعصینک فیہ قال لاتلطمن فداولا تخمشن وجھا والا تنتفن شعراً ولا تشققن جیبا ولا تسورن ترباً ولا تدعین بویل فبا یعھن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ھدافقالت یارسول اللّٰہ کیف نبایعک قال اننی لا اصافح العنساء قدعابقدح من ماء فادخل سیدہ ثم اخرجھا فقال ارخلن ایدیکن انی ھذالماء فھی البیعۃ۔

ام حکیم بنت حارث بن ھشام ام حکیم عکرمہ بن ابی جھم کے پاس تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں التجاء کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ معروف عبداللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا یعصینک فی معروف اس آیۃ کریمہ میں معروف کے کیا معنی ہیں وجو رب کریم نے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں کی بیعت کے وقت فرمایا کہ یہ بیعت کرنے والی عورتیں معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے رخساروں پر طمانچے ماریں اور اپنے مونہہ اور بالوں کو نہ نوچیں اور اپنے کرتے نہ پھاڑیں

اور اپنے کپڑے سیاہ نہ کریں اور ہائے ہائے نہ پکاریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم خداوندی پر عورتوں سے بیعت فرمائی پھر ام حکیم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ سے کیسے بیعت کریں آپ نے ارشاد فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا آپ نے ایک پانی کا پیالہ منگایا تو اس میں اپنا دست پاک رکھا پھر نکال لیا تو فرمایا اپنے ہاتھوں کو اس پانی میں داخل کرو تو یہ بیعت ہو جائیگی۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے چھ امورات پر بیعت لی کہ بفرمان خداوندی تم نے چھ امورات میں میری نافرمانی نہ کرنا جو میں بوقت بیعت کہ دوں اس کے خلاف قطعاً نہیں کرتا۔

(۱) لاتلطمن خدا — اے مومنات خبردار تم اپنے رخساروں کو طمانچے نہ مارو

(۲) ولا تخمشن وجھا — اور اپنے مونہوں کو بھی نہ نوچنا

(۳) ولا تنتفن شعرا اور اپنے بالوں کو بھی نہ نوچنا

(۴) ولا تشققن جبیا — اور اپنے کرتوں کو نہ پھاڑنا

(۵) ولا تسودن ثوبا — اور اپنے کپڑے بھی سیاہ نہ کرنا

(۶) ولا تدعین بویل — اور ہائے ہائے نہ پکارنا

ان چھ امورات میں میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت فرمائی کہ میرے ان امورات کو بھولنا نہیں اور نہ ہی میرے اس حکم کی خلاف ورزی کرنا جس نے اس حکم کے خلاف کیا اس نے میری بیعت کو توڑ دیا یعنی (۱) اپنے رخسار سے پیٹے (۲) منہ نوچا (۳) بال نوچے (۴) کرتا پھاڑا (۵) اپنے کپڑے سوگ میں سیاہ کئے (۶) ہائے ہائے پکارا تو ایسا کرنے والی میری اطاعت سے باہر ہے میری اس سے کوئی بیعت نہیں درست یہ حدیث قرآنی تفسیر سے تمہاری کتاب حدیث سے بیان کیا گیا ہے۔ اب تمہاری مرضی اپنی ہی شریعت کو تسلیم کرو یا نہ "علی رضا" مولوی صاحب میری سمجھ میں بات آ تو گئی واقعی ان تمام امورات کا مرتکب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے لیکن ایک عرض ہے کہ یہ حدیث ہے تو ہمارے پاک مذہب کی لیکن ضعیف نہ ہو اگر ضعیف ہوئی تو پھر قابل عمل نہیں۔

"محمد عمر" علی رضا صاحب تمہاری اس حدیث کی توثیق بھی تمہارے مذہب سے ہی کرا دیتا ہوں تاکہ تمہارا یہ شک بھی زائل ہو جائے اور مسئلہ یقینی ہو جائے آگے ایمان لانا یا نہ لانا یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔

المرۃ العقول ۵۱۴/۱) موثق وحسن یہ حدیث مضبوط ہے یا حسن ہے کیوں بھئی اب تو حدیث کی توثیق بھی ثابت ہو گئی اب اور ایسی حدیثیں جو رب کریم کے اس فرمان کی شرح ہو عرض کر دیتا ہوں۔

ماتم کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر قرآنی۔

(۵) فروع کافی ۲/۲۲۸) عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد عن عثمان بن عیسیٰ عن ابی ایوب الخزاز عن رجل عن ابی عبداللہ علیہ السلام قول اللہ عزوجل ولا یعصینک فی معروف قال

الیثقین جیبا ولا یلطمن ھذا ولا یدعون ویلا ولا یتخلفن قدقبرولا یسوون ثوبا ولا ینشرن شعراً۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان والا یعصینک فی معروف کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کرتے نہ پھاڑیں اور اپنے رخساروں پر طمانچے نہ ماریں اور ہائے ہائے نہ پکاریں اور قبر کے پاس نہ بیٹھیں اور اپنے کپڑے سیاہ نہ کریں اور بال نہ نوچیں۔

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

قرآن کریم کی آیت ممانعت ماتم کا ترجمہ امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام باقر علیہ السلام کی زبانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزاہرہ کو مجھ پر ماتم نہ کرنا۔

(۶) کتاب العلل والشرائع ۱۱۰/۲) حدثنا ابی رحمۃ اللہ علیہ قال حدش احمدبن ادریس عن سلمۃ بن الخطار عن الحسین بن راشدبن یحییٰ عن علی بن اسماعیل عن عمروابی المقدام قال سمعت اباالحسن اواباجعفر علیہ السلام یقول فی ھذہ الایۃ ولا یعصینک فی معروف قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بفاطمۃ اذاانامت فلا تخمشی وجھاوالا ترخی عن شعراولا تنادی بالویل ولاتقیمی نائحۃ ثم قال ھذا المعروف الذی قال اللہ عزوجل فی کتاب فی یعصینک فی معروف۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام یا امام باقر علیہ السلام ولا یعصینک فی معروف کے متعلق فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزاہرہؓ کو فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھ پر تو اپنے منہ کو نہ نوچنا اور مجھ پر اپنے بالوں کو ڈھیلا نہ چھوڑنا اور مجھ پر تو ہائے ہائے نہ پکارنا اور مجھ پر تو کھڑی ہو کر نوحہ بھی نہ کرنا پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہی معروف ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ولا یعصینک فی معروف

(۷) جلاء العیون ۵۸) بدان اے فاطمہ کہ برائے پیغمبر گریبان نے باید درید ورونحے باید غراشید وواویلا سنے باید گفت ولکن بگوآنچہ بدتو وروفات ابراہیم فرزند خود گفت کہ چشماں میگر نید ودل بدرہ مے آید نمیگو یم چیزے کہ واجب غضب پروردگار باشد۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو وصیت فرمائی مصطفیٰ نے فرمایا اے فاطمہ پیغمبر کے لئے گریباں نہیں پھاڑنا چاہیے اور منہ نوچنا نہیں چاہیے اور واویلا نہیں کہنا چاہیے اور لیکن جو کچھ تیرے باپ نے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر کہا اور کہو کہ آنکھیں روئیں اور دل بھی درد آتا ہے میں وہ چیز نہیں کہتا جو پروردگار کے غضب کا سبب بن جائے۔

نوٹ۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے خلاف اگر واویلا یا مونہہ پیٹا تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔

جو شخص ماتم کرتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے۔

(۸) جلاء العیون ۲۹) پس شما فوج فوج بایں خانہ ور آئید و بر من صلوٰۃ وستیہ وسلام کنید مرا آزاد مکیند بگریہ و فریاد و نالہ۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا اور سلام کرنا اور رو کر اور فریاد کر کے واویلا کر کے مجھے تکلیف نہ دینا۔

(۹) حلیۃ المتقین ۱۸۸) حضرت رسول نہی فرمود از گریہ بلند و نوحہ کردن در مصیبت و نہی فرمود اا ز رفتن زنان پے جنازہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت میں بلند رونے اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا اور جنازے کے پیچھے عورتوں کے جانے سے بھی منع فرمایا۔

(۱۰) کتاب الامالی) نهى رسول الله (ص) عن الرنة عندالمصيبة ونهى عن النياحة والا ستماع اليها۔

شیخ الطائفہ امامیہ صدوق صاحب نے ودصد چون صفحہ میں مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت بلند رونے سے منع فرمایا اور نوحے سے بھی منع فرمایا اور نوحہ سنانے سے بھی منع فرمایا۔

(۱۱) اصول کافی ۴۲۰) من دق وجهه دق عمله۔ جس نے اپنے منہ کو نوچا اس کے نیک اعمال پھاڑے گئے۔

(۱۲) قرب الاسناد ۱۶۳) وسالته عن النوح فكرهه۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نوحے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اس کو برا منایا۔

(۱۳) حلیۃ المتقین ۱۸۹) و رسول خدا نہی فرمود از طمانچہ روزون در وقت مصیبۃ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت موںھہ پر طمانچہ مارنے سے منع فرمایا۔

(۱۴) من لايحضرة الفقيه ۲/۳۵۸) نهي ورسول الله عن الرنة عندمصيبة ونهى عن الياحة والاستماع اليها۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت چلانے سے منع فرمایا اور نوحے سے بھی منع فرمایا اور نوحہ سننے کی طرف جانے سے بھی منع فرمایا۔ کیوں بھئی یہ حدیث تمہارے سنن اربعہ کی ہے اب تسلیم کرنا تمہارے اختیار ہے۔

(۱۵) حلیۃ المتقین ۴۶) وحضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ ہر کہ اطاعت زن خود بکند خدا او سرنگوں در جہنم انداز وگفتند یا رسول اللہ ایں اطاعت کدام است فرمود کہ از و رخصت طلبد کہ برائے سیر جماماہائے وعروسہاء وعیدہا وعزاہا بروو او را خصت بدہد وجامہائے نازک وطلبد کہ در بروں بپوشد و برائے او بگیرو۔

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرتا ہے اور اس کو سر کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈالتے

ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اطاعت کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ عورت خاوند سے حماموں اور عرسوں اور عیدوں اور تعزیوں میں جانے کے لئے رخصت طلب کرتی ہے خاوند رخصت دے دیتا ہے اور عورت خاوند سے باریک کپڑے پہننے کے لئے طلب کرتی ہے تو خاوند اس کو باریک کپڑے لا دیتا ہے۔

عورتوں کو ماتم میں بھیجنے کے متعلق مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ۔

(۱۶) خصال لابن بابویہ ۹۲) حدثنا ابو الحسین محمد بن علی الشاہ قال حدثنا ابو حامد احمد بن قال حدثنا محمد بن احمد بن صالح قال حدثنا ابی قال حدثنا امن بن محمد ابو مالک عن ابیه عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال فی وصیة له یا علی من اطاع امرتہا کبه اللہ علی وجہا فی النار فقال علی وماتلک الطاعة قال یاذن لها فی الذهار الی الحمارمات والعرسات والیاحات ولبس الرقاق۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ اے علی جس شخص نے اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں مونہہ کے بل اوندھا کرے گا تو علی علیہ السلام نے عرض کیا حضور عورت کی اطاعت کے اہے۔ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت کی حماموں اور شادیوں اور نوحے کی طرف جانے کی اور باریک کپڑے پہننے کی اجازت دینا۔

(۱۷) من لا یحضرة الفقیه ۲/۴۴۸) قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی من اطاع امرته اکبه اللہ علی وجهه فی النار فقال علی علیه السلام وماتلک الطاعة قال یاذن لها فی الدهاب الی الحمامات والعرسات والنانحات ولبس الثیاب الرقاق۔

البرقی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے علی جس شخص نے اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو مونہہ کے بل دوزخ میں اوندھا لٹکائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا حضور اس بات میں عورت کی اطاعت میں یہ سزا ملے گی۔ فرمایا مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورت کو حماموں اور عرسوں اور نوحے کی طرف جانے کی اجازت دینا اور باریک کپڑے پہننے کی اجازت دینا۔

عورتوں کو ماتم کی طرف بھیجنے کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ۔

(۱۸) خصال لابن بابویہ ۹۲) حدثنا ابی قال حدیثنا محمد بن یحییٰ العطار عن محمد بن احمد عن العباس بن معروف عن ابی همام اسماعیل بن حمام عن محمد بن سعید بن غزوان عن السکونی عن جعفر بن محمد عن ابیه عن آباءه عن علی قال من اطاع امرءته فی اربعة اشیاء

کبہ اللہ علی منخرتہ فی النار قیل وماھی قال فی الثیاب الرقاق والحمامات والعرسات والنیا حات۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس شخص نے چار چیزوں میں اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ دوزخ میں اس کو اوندھا لٹکائے گا عرض کیا گیا حضور عورتوں کی اطاعت کیا ہے۔آپ نے فرمایا باریک لباس پہننے میں حماموں اور شادیوں اور نوحے کے جانے میں اطاعت کرنا۔

(۱۹) خصال لابن بابویہ ۱۲۶) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان ابلیس اربع رناتٍ اولھن یوم لعن وحین اھبط الی الارض وحین بعث محمد علی حین فطرۃ من الرسل وحین انزلت ام الکتاب۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا سب سے پہلے شیطان نے چار وقتوں میں چیخیں ماریں جس دن لعنت کیا گیا اس دن اس کی چیخیں نکلیں دوسری دفعہ جب زمین پر اُتارا گیا تو اس کی چیخیں نکلیں تیسرے دن جب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوۃ کی ظاہر کیا گیا چوتھی جب الحمد شریف نازل کیا گیا تو ابلیس کی چیخیں نکلیں۔

نوحے کی ممانعت

(۲۰) مجمع المعارف ۱۶۲) دور حدیث است کہ غنا نوحہ ابلیس بود بر فراق بہشت وفرمود نوحہ کنندہ باید روز قیامت نوحہ کناں مانند سگ وفرمود نوحہ غنا قسون زنانست۔

اور حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نوحہ گانا بہشت کے فراق پر ابلیس کا تھا اور فرمایا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت کے دن نوحہ کرنے والا کتوں کی مانند نوحہ کرنے والا ہوگا اور فرمایا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نوحہ گانا عورتوں کا طریقہ ہے۔

(۲۱) حیات القلوب ۱/۷۳) از حضرت رسول منقول است کہ شیطان اول کے بود کہ سرد رخواند واول کسے بود کہ حدے خواند واول کسے بود کہ نوحہ کرو۔حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ سب سے پہلا شخص نوحہ گانے والا شیطان تھا اور سب سے پہلے چوپائے کو مست کرنے والا راگ گایا تو شیطان نے سب سے پہلے نوحہ کیا تو شیطان نے۔

(۲۲) نفس الرحمن از محمد تقی بوری طبرسی ۱۲۴) الیوم الخامس قال ابو عبداللہ علیہ السلام ھذا یوم ولد فیہ قابیل الشقی وفیہ قتل اخاہ ودعا فیہ بالویل علی انفسہ وھو اول من بکی فی الارض من نبی آدم وکان ملعوناً۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جمعرات کا دن یہ وہ دن ہے جس دن قابیل پیدا کیا گیا اور اس میں اس کا بھائی ہابیل قتل کیا گیا اور قابیل نے اپنے نفس کے لئے اسی دن ہائے ہائے میں مرگیا کہا اور وہی قابیل پہلا شخص ہے۔

جس نے آدم علیہ السلام کی اولا نے پہلے پہل واویلا کیا اور ملعون ہوا۔

حضرت جعفر علیہ السلام کا فتویٰ کہ ماتم نہ کرنے والے کے نزدیک شیطان نہیں بھٹکتا۔

(۳۲) خصال لابن بابویہ ۱۳۷) حدثنا احمد بن هارون انعامی قال حدثنا محمدبن جعفر بن بطة قال حدثنا احمدبن عبدالله البرقی عن ابیه عن صفوان بن یحییٰ یرقعه الی ابی عبدالله علیه السلام انه قال قال ابلیس خمسة لیس فیهن حیلة وسائر الناس فی قبضتی من العتصم باالله عن نیة صادقة واتکل علیه فی جمیع اموره ومن اکثر تسمیه فی لیلة ونهار ومن رضی لاخیه المومن بمایرضه لنفسه ومن لم یجزع علی المصیبة حین تصیبه ومن رضی بماقسم الله له۔

صفوان بن یحییٰ اس حدیث کو حضرت جعفر صادق علیہ السلام تک مرفوع کرتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابلیس نے کہا ہے کہ پانچ ہیں جن میں میرا کوئی چارہ نہیں چلتا اور باقی تمام میرے قبضے میں ہیں (۱) جس شخص نے سچی نیت سے خداوند کریم کو تسلیم کرلیا اور اپنے تمام امورات میں ان پر بھروسہ کرلیا (۲) دن رات میں جس کی تسبیح خداوندی زیادہ ہوجائے۔ (۳) اپنے مومن بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے (۴) جب کوئی مصیبت اس کو پہنچے تو وہ مصیبت پر جزع فزع نہیں کرتا یعنی واویلا نہیں کرتا (۵) جو اللہ نے اس کے حصے میں دے دیا اس سے راضی ہوجائے۔

نوحہ کرنے والے کو سزا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث۔

(۲۴) حیات القلوب ۲۳۸ / ۲) ابن باجویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چار خصلت بر ہمیشہ در مصنفہ ملا باقر مجلسی۔

اُمت من خواہد بود تا روزہ قیامت اول فخر کردن بحسبھائے کو خود دوم طعن کردن در نسبھائے مردسوم آمدن باراں راا ز اوضاع کواکب دانستن اعتقاعبعلم بخوم واشتن چہارم نوحہ گردن او بدر ستیکہ اگر نوحہ کندہ توبہ نکند پیش از مردن چوں روز قیامت مبعوث شو وجامہ از من گداختہ وجامہ از جرب برا بپوشانند۔

ابن بابوید نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں میری امت میں قیامت تک ہمیشہ رہنگی (۱) اپنے حسب پر فخر کرنا (۲) آدمیوں کے نسبوں پر طعن کرنا (۳) یہ جاننا کہ بارش بادل کے بدلنے سے ہوتی ہے اور علم بخوم پر عقیدہ رکھان (۴) نوحہ کرنا اور صحیح بات یہ ہے کہ نوحہ کرنے والا ناحہ مرنے سے پہلے اگر توبہ نہ کرے تو جب قیامت کے دن اٹھایا جائے گا پکے ہوئے تابنے کا لباس اس کے بدن پر پہنائیں گے۔

حضرت امیر المومنین کا فتویٰ کہ ماتم کرنے والے کی عبادت حبط ہوجاتی ہے۔

(۲۵) نہج البلاغۃ ۱۸۵) وقال علیه السلام ینزل الصبر علی قدر المصیبة ومن ضرب یده علی

لحدة عند مصیبة حبط عمله۔

اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبر مصیبت اندازے لگانے سے نازل ہوتا ہے اور جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ رانوں پر مارے اس کے نیک اعمال ضائع ہو گئے۔

جلاء العیون ملا باقر مجلسی۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی اُم کلثوم کو فرمایا۔ اے دختر گرامی گریہ لکن بخدا سوگند اگر بہ بینی آنچہ پدر تو می پنید ہر آئینہ گریہ نخواہی کرد۔ اے میری بیٹی مت رو، خدا کی قسم جو میں دیکھ رہا ہوں اگر تو دیکھتی تو کبھی نہ روتی۔

(۲) جلاء العیون۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ زینب کو آخری وصیت فرمائی۔

پس وصیت فرمود اے خواہر گرامی تیرا سوگند میدھم کہ چوں من از تیغ اھل جفا بعالم بقا رملت نمائیم گریبان چاک مکنید، واُ دمخراشید و واویلا مگوئید۔

وصیت فرمائی۔ اے پیاری بہن میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ جب میں اھل جفا کی تیغ سے عالم بقا کی طرف چلا جاؤں تو گریباں چاک نہ کرنا منہ نہ نوچنا، ہائے وائے نہ کرنا۔

مومن اور کافر کا فیصلہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زبانی۔

(۲۶) من لا یحضرہ الفقیہ ۳۵) وقال لا الصادق علیہ السلام ان البلاء والصبر تسبقان الی المومن فیاتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یسبقان الی الکافر فیاتیہ البلاع وھو جزوع۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تکلیف اور صبر مومن کی طرف سبقت کرتے ہیں اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو مومن صبر کرتا ہے اور واویلا اور تکلیف کافر کی طرف سبقت کرتے ہیں کافر کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس وقت واویلا کرتا ہے۔

یہ حدیث بھی آپ کے مشہور سنن اربعہ کی ہے اور فیصلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہے۔ تو خود گفتۂ ای

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ درھر طریق گمراہی

''علی رضا''، تم نے کہا ہے کہ حضور پر کسی نے واویلا نہیں کیا حالانکہ حضرت فاطمہ علیہ السلام کا شعر مشہور ہے۔

صبت علی مصائب لوانھا صبت علی الایام ھی ن لیالینا

مجھ پر جو مصائب ڈالے گئے ہیں اگر ان کو دنوں پر ڈال دیا جائے تو دن بھی رات بن جائیں۔

اس سے اور زیادہ کیا ماتم ہوتا ہے۔

''محمد عمر'' اس سے واویلا کیسے ثابت ہوا اور کن الفاظ سے ثابت ہوا اور یہ بھی دکھاؤ کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے منہ پر طمانچے مارے ہوں سینہ کوبی کی ہو ران پیٹے ہوں اگر تم یہ ثابت کر دو تو انشاء اللہ دس روپے نقد انعام پیش کروں گا آگے تم خود سوچ لو یہ

افعال واقوال ماتم کن الفاظ سے ثابت ہوا۔ دوسرا جواب یہ کہ شعر ایک دفعہ ہی پڑھ دیا یا پڑھتے رہے اور نوحہ کرتے رہے اور منہ اور سینہ کوٹتے رہے گھنٹہ چار گھنٹے ایک دفعہ شعر پڑھنے سے نوحہ یا گھنٹوں واویلا کرنا ثابت نہیں دل میں برداشت کرنا تو یہ تمام عمر بھی رہے تو کوئی مضائقہ نہیں ''علی رضا'' مولانا یہ تو سمجھ میں آگیا کہ حضور پر کسی نے ماتم نہیں کیا منہ نہیں پیٹا سینہ کوبی نہیں کی لیکن قرآن سے منہ پیٹنا ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے منہ پیٹا جیسا کہ قرآن میں فصکت وجھھا۔

اپنے منہ پر طمانچہ مارا تم کہتے ہوں منہ پیٹنا جائز ہی نہیں حالانکہ قرآن سے ثابت ہے۔

''محمد عمر'' پہلے تو تمہیں فصکت وجھھا کے معنی اپنی شیعہ تفاسیروں سے دیکھنا چاہیے کہ وہ اس کے معنی کیا کرتے ہیں جو اس کے معنی انہوں نے کیئے ہوں وہ معنی کرنے چاہیں سنئے۔

صکت وجھھا کی شیعہ تفسیر

(۱) تفسیر قمی (۳۲۵) واقبلت امرته فی صرة اے فی جماعة (فصکت وجھھا) اے غطته بمابشرھا جبرئیل باسحق علیہ السلام

اور ابراہیم علیہ السلام کی عورت جماعۃ میں آئی تو اس نے اپنے منہ کو ڈھانپ لیا سبب اسکے جبرئیل علیہ السلام نے سارہ کو اسحق علیہ السلام کی خوش خبری سنائی۔

(۲) تفسیر الصافی ۴۶۹) (فصکت وجھھا) بعضوں نے کہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی انگلیوں کے پورے سارہ نے اپنے ماتھے پر مارے تعجب کرتی ہوں اور قمی نے کہا ہے کہ اس لئے اپنے منہ کو ڈھانپ لیا (شرم کے مارے)

(۳) تفسیر البرھان ۲۳۵ / ۴) فاقبلت امرءته فی صرة فی جماعة۔

(۱) الطبرسی عن الصادق علیه السلام فی جماعة

(۲) وقال علی بن ابواهیم فصکت وجھھا اے غطته لمابشرھا جبریل باسحق۔

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ابراہیم علیہ السلام کی عورت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جماعۃ میں آئی علی بن ابراہیم نے کہا ہے۔ فصکت وجھھا یعنی جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسحق علیہ السلام بیٹے کی خوش خبری دی تو حضرت سارہ نے اپنے منہ کو (شرم سے) ڈھانپ لیا۔

(۴) تفسیر مجمع البیان ۹/۱۵۷) (فصکت وجھھا) آئے جمعت امابعھا فضربت جبیسھا تعجبا فصکت وجھھا یعنی اپنی انگلیوں کو جمع کر کے اپنے ماتھے پر تعجب سے مارا۔

(۱) اس مذکورہ آیت کا مطلب تمہاری شیعہ تفاسیر سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھران کی بیوی سارہ سے اولاد ہوئی تھی یعنی وہ بانجھ تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام خداوند کریم کی طرف سے لڑکے حضرت اسحق علیہ السلام کی خوش خبری لے کر

تشریف لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحق علیہ السلام کی خوش خبری سنائی تو ان کی بیوی حضرت سارہ علیہ السلام عورتوں کی جماعت میں تشریف لائیں تو بچے کی خوش خبری سن کر تعجب سے اپنا منہ چھپالیا اور کہا کہ میں تو بوڑھی عورت اور بانجھ ہوں تو فصکت وجھھا کے معنی شیعہ تفاسیر سے ثابت ہو گئے کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شرم کے مارے اپنا منہ چھپالیا۔

(۲) دوسرا مطلب شیعہ مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی جماعت میں تشریف لائیں تو بچے کی خوش خبری سن کر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اکٹھا کر کے انگلیوں کے پارے اپنے ماتھے پر تعجب سے مارے جیسا کہ ہمارے بھی علاقے میں ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی تعجب کی بات ہو تو عورتیں اپنے انگلیوں کے پارے اپنے منہ پر تعجب سے رکھ لیتی ہیں تو تمہاری ہی اس مذکورہ تفسیر سے بھی تمہارا مطلب ماتم سے منہ پر طمانچے مارنا ثابت نہ ہوا۔

''علی رضا'' مولوی صاحب ہمارے بعض مفسرین نے یہ ٹھیک لکھا ہے لیکن بعض نے فصکت وجھھا بھی مراد لیا ہے یعنی اپنے منہ پر طمانچہ مارا تم نے وہ کیوں نہیں بیان کیا یہ مومنین کو دھوکہ دیتے ہو کہ ایک معنی بیان کر دیا اور ایک کو چھپالیا اور منہ پر طمانچہ مارنا ثابت ہو گیا۔

''محمد عمر'' علی رضا صاحب یہ مطلب تمہیں مہنگا پڑے گا اس کا نام نہ لو اب تم نے چونکہ اس مطلب کو چھیڑ دیا ہے اس لئے میں عرض کر دیتا ہوں ورنہ میرا خیال تو اس مطلب کے چھیڑنے کا نہ تھا سنئے جس نے یہ مطلب بیان کیا ہے اس نے آگے کچھ ساتھ اور بات بھی بیان کی ہے فقیر عرض کر دیتا ہے ناراضگی نہ فرمانا۔

شیعہ تفسیر سے صکت کے معنی لطمت۔

(۵) تفسیر جوامع الجامع ۶۴۷) لانها وجدت حرارة الدم فلطمت وجهها من الحياء

اس لئے کہ اسی وقت خون حیض کی گرمی حضرت سارہ کو معلوم ہوئی تو حیا سے اس نے اپنے منہ پر طمانچہ مارا۔

(۶) تفسیر منہج ۷۰۶) (فصکت) پس طمانچہ زوبسر انگشتان وجھہا بروئے خود مقاتل وکلبی گفتہ اند کہ انگشتاں جمع کردو بر بہر دو جبیں زدواین از عادۃ زمان است ور وقت تعجب وگوئیند ایں مژدہ کہ شنید حرارۃ دم حیض را بر خود یافت ولجھۃ حیا طبانچہ برروئے خود زو۔

پھر انگلیوں کے پوروں سے اپنے منہ پر سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے طمانچہ مارا اور کلبی نے کہا ہے انگلیوں کو اکٹھا کر کے اپنے ماتھے پر مارا اور یہ تعجب کے وقت عورتوں کی عادت ہے اور کہتے ہیں کہ یہ خوش خبری جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی تو فوراً خون حیض کی گرمی حضرت سارہ کو اپنی ذات پر محسوس ہوئی اور حیاء کی وجہ سے اس نے اپنے منہ پر طمانچہ مارا۔ کیوں بھئی اب تمہارے ہی بعض شیعہ مفسرین نے جو طمانچے مارنے کے معنی لئے تو ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جبرائیل کی مبارک سے فوراً خون حیض جاری ہو گیا اور اس کی حرارۃ جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے منہ

پر انگلیاں اکٹھی کر کے ماریں تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ بے اولاد بے امید عورت بوڑھی کو خون حیض آئے تو بقول تمہارے وہ ایک طمانچہ اپنے منہ پر مارے اب تم خود سوچو کہ تم کس منہ پر طمانچے مارتے ہو اور حضرت سارہ نے کس لئے مارا۔ فقیر نتیجہ نہیں نکلتا تم خود نتیجہ نکالو۔

ماتم کے متعلق قرآن کریم کا فیصلہ

(۲۷) المعارج ۲۹/۱) ان الانسان خلق هلوعا اذا مسئه الشر جزوعا واذا مسه الخير منوعاً الا المصلين الذين هم فى صلونهم دائمون۔

بے شک انسان بخیل بے صبرا پیدا کیا گیا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرتا ہے اور جب بہتری پہنچے تو رکنے والا ہے سوائے نمازیوں کے جو اپنی نمازوں میں ہمیشگی کرنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بعض انسان خداوند کریم کے ناشکر ہیں جن کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگ جاتے ہیں ہاں جو ہمیشہ کے پکے نمازی ہوں وہ ایسا نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ بموجب قرآن کریم بے نماز تکلیف کے وقت جزع فزع کرتا ہے۔

ان احادیث وتفاسیر و آیات سے ثابت ہوا کہ میت کے لئے منہ پیٹنا جائز نہیں۔

یہ کہنا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں ماتم کیا۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ سورہ یوسف میں کہیں بھی ماتم کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا فرمان صبر جمیل ہے۔

کہ اس تکلیف پر اچھی طرح صبر کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝